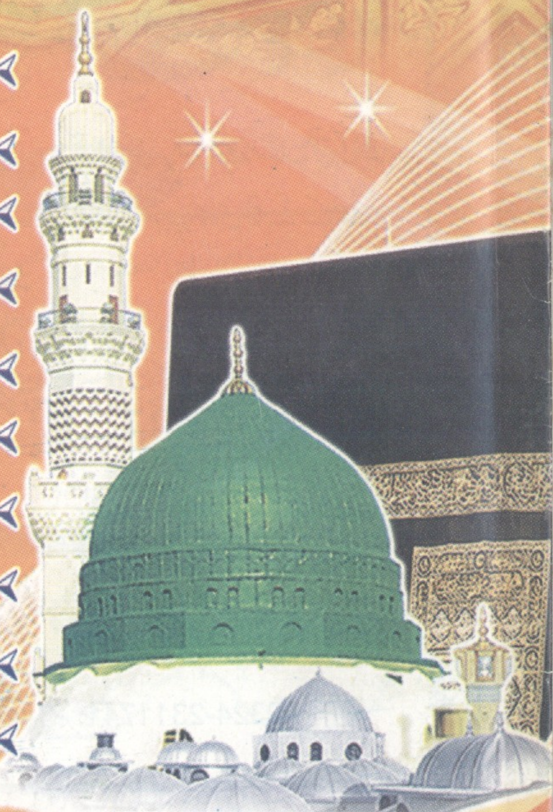
رافضیوں اور غیر مقلدوں کی کمر توڑ دینے والا

سہ ماہی مجلہ

دعوتِ اہلسنّت

اہل حق اہلسنت کا ترجمان

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے
- تحریفِ قرآن
- زبیر علی زئی کے جھوٹ
- حضرت امام زہری کی روایات اور ان کا جائزہ
- تعویذ اور وہابی
- غیر مقلدین کی گمراہ کن صوفیت
- دفاعِ حکیم الامت
- حدیثِ نجد سے شیخ نجدی کا تعاقب



پاسبان اہلسنت وجماعت (پاکستان)

خوشخبری

برادرانِ اہلِ اسلام: الحمدللہ علی احسانہ چند ہی سالوں میں ''پاسبانِ اہلسنت وجماعت'' نے مسلک اہل سنت کے لئے کئی خدمات انجام دی ہیں:

1) تحفظ عقائد اہلسنت کے نام سے اشاعتی ادارے کا قیام کیا جس کے تحت کئی کتب شائع ہوچکی ہیں اور مزید کتب وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہینگی۔

2) ایوانِ دیوبندیت میں زلزلہ برپا کرنے والا رسالہ کلمہ حق کئی سالوں سے مسلکِ حق کی خدمت میں مصروفِ عمل ہے اور اب روافض وغیر مقلدین وغیرہما پر ضربِ کاری لگانے کے لئے رسالہ دعوتِ اہلسنت اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔

3) انٹرنیٹ کی دنیا میں مختلف محاذوں پر اہل باطل کا شدت سے رد کیا اور ایک ویب سائٹ (deobandimazhab.com) کا قیام کیا اور اب چند ویب سائٹیں تیاری کے مراحل میں ہیں۔

اب ہمارا ارادہ دارالتحقیق اور مسجد و مدرسہ کے بنانے کا ہے جس کے لئے ایک وسیع جگہ درکار ہے۔تمام احباب ومخیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں حصہ لے کر دارین میں جزاء کے مستحق بنیں۔

اپنے عطیات، صدقات وغیرہ دینے کے لئے رابطہ نمبر: 0324-2311741

یا رسول اللہ ﷺ

یا اللہ جل جلالہ

اہل حق اہلسنّت کا ترجمان

سہ ماہی مجلّہ

دعوتِ اہلسنّت

شمارہ نمبر 03

اپریل، مئی، جون

2013ء

بفیضانِ نظر

فرید الدہر، وحید العصر، حجۃ الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین، شیخ الاسلام و المسلمین، خاتمۃ الفقہا والمحدثین، سلطان العلماء المتبحرین، برہان الفضلاء المصدرین، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب والعجم، مفیض الکمالات الربانیہ علی العالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین وملت مفتی امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدیر
مولانا ابو معاویہ
رضوی حشمتی

نگران
محقق اہلسنت قاطع وہابیت علامہ
قاری ارشد مسعود
چشتی حفظہ اللہ

مشیر اعلیٰ
مناظر اہلسنت علامہ مولانا
محمد علی حنفی
حفظہ اللہ

دعوتِ اہلسنّت کی معلومات کے لئے رابطہ نمبر: 0324-2311741

قیمت فی شمارہ 30 روپے

پاسبانِ اہل سنت وجماعت (پاکستان)

فہرست مضامین

قارئین توجہ فرمائیں

برادرانِ اہلسنّت! حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمجید سعیدی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مصروفیات و طبیعت کے خراب رہنے کی وجہ سے ادارتِ رسالۂ ھذا کو چھوڑ چکے ہیں جس کی وجہ سے رسالے کی اشاعت میں تاخیر واقع ہوئی مگر قبلہ مفتی صاحب کا دستِ شفقت آج بھی ہم پر موجود ہے۔ اب رسالے کی ادارت کی ذمہ داری باہمی مشورے سے راقم (ابومعاویہ حشمتی) کو دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے کماحقہ، رسالے کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

التماس دعائے صحت و مغفرت

(۱) مناظر اہلسنّت حضرت مولانا محمد خرم رضا قادری رحمہ اللہ کو پچھلے دِنوں لاہور میں نمازِ جمعہ کے بعد شہید کر دیا گیا۔ ہم پاسبانِ اہلسنّت وجماعت کے ذمہ داران و کارکنان کی جانب سے ملک میں علمائے حق اہلسنّت کی ٹارگیٹ کیلینگ کی مذمت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک حضرت شہید رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۲) ہمارے محسن عبدالخالق اختری رحمہ اللہ کچھ دنوں قبل کراچی کے علاقے لیاری میں صرف اس بناء پر جاں بحق کئے گئے کہ وہ مہاجروں کے علاقے میں مکین تھے۔ اللہ پاک ان کی بے حساب مغفرت فرمائے اور ان درندہ صفت لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے جو سیاست اور قومیت کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔

(۳) ہمارے قبلہ مفتی صاحب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ پاک انہیں صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

(۴) رسالۂ ھذا کے منتظمِ اعلیٰ مناظرِ اہلسنّت حضرت مولانا محمد علی حنفی حفظہ اللہ کی والدۂ مشفقہ کی صحت کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

(۵) پاسبانِ اہلسنّت (سرگودھا) کے ذمہ دار محترم نعیم الدین سیالوی سلمہٗ کی نانی جان کا رضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا دعا فرمائیں اللہ پاک مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

(۶) پاسبانِ اہلسنّت (کراچی) کے ذمہ دار محمد آصف خان کے بھائی محمد کاشف خان کی ٹانگ کی ہڈی ایک حادثے میں بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ دعا فرمائیں اللہ پاک انہیں صحتیابی عطا فرمائے۔

یہ وہ تمام وجوہات ہیں جو کہیں نہ کہیں رسالے کی اشاعت میں تاخیر کا سبب بنی۔

درسِ قرآن

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا امام الدین کوٹلولی علیہ الرحمۃ

خدا تعالیٰ صحابہ کرام کو مخاطب فرما کر فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

(آل عمران پارہ 4، آیت 110)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو چن لئے گئے ہو آدمیوں کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتوں کا اور روکتے ہو بری باتوں سے اور ایمان رکھتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا ان کے حق میں بعض ان میں سے مومن ہیں اور اکثر فاسق"

قرآن پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی فضیلتوں اور اور ان کی بزرگیوں کو خود ان سے بیان فرما رہا ہے اور ان سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تم بہترین امت ہو۔ اور تم کو میں نے اور مخلوق سے منتخب کرلیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ہدایت کرو چنانچہ جس کام کے لئے میں نے تمہیں چنا تم وہ کام کرتے ہو اور جو خدمت تمہارے سپرد ہوئی تم اسے ادا کر رہے ہو۔ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

تم لوگوں کو نیک کام سکھلاتے ہو اور برے کاموں سے بچاتے ہو

فضائل صحابہ کرام کے باب میں بنظر غور اور انصاف دیکھنے والے کے لئے یہی ایک آیت کافی ہے۔ وہ پاک لوگ جن کو خدا تعالیٰ "خیر امت" فرمائے۔ ان کی فضیلت و رفعت میں پھر کسی اور دلیل کی کیا حاجت باقی رہ سکتی ہے؟ اور جن کو خدا یوں فرمائے۔ کہ تم لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیدا کئے گئے ہو۔ ان کے ہادی و رہنما ہونے میں کوئی شبہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اگر صحابہ کرام بہترین امت نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز "خیر امت" نہ فرماتا۔ اگر ان کے اپنے اعمال اچھے نہ ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ کبھی نہ فرماتا اور اگر وہ سچے دل سے ایمان نہ لائے

ہوتے تو حق تعالیٰ ان کے لئے کبھی تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ نہ فرماتا۔

یہ ارشادات ایسے صاف اور صریح ہیں کہ ان میں کسی تاویل و بناوٹ کی گنجائش ہی نہیں خدا تعالیٰ صحابہ کرام کے ایمان اور ان کے اعمال کو صاف صاف بیان فرمار ہا ہے اور ان کی تعریف فرمار ہا ہے اور کمال عنایت سے انہیں مخاطب فرما کر ان کی مدح کر رہا ہے۔

ان آیات میں صحابہ کی تعریف و مدح کا ہونا سب کی تفسیروں نے لکھا ہے چنانچہ تفسیر مجمع البیان طبرسی مطبوعہ طہران کے ص ۲۰۰ میں لکھا ہے کہ ''پہلے خدا نے امر و نہی کا ذکر کیا پھر ان لوگوں کا بیان کیا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور اس واسطے ان کی تعریف کرتا ہے تاکہ اور لوگ ان کی پیروی کریں اور اسی واسطے ان سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تم بہترین امت ہو۔ بعض نے لکھا ہے کہ مراد اس سے خاص مہاجرین ہیں اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صحابہ سے ہے لیکن اور امت بھی شامل ہے''

ایک شبہ کا ازالہ: اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ آیت میں لفظ ''کُنتُمْ'' ہے۔ جس کے معنی یہ ہوتا ہے کہ تم بہترین امت سے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تم اخیر تک بھی ویسے ہی رہے ہو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ''کُنتُمْ'' تاکید کیلئے فرمایا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہے اور ایسا ہی رہے گا۔ اور تم لوگ خیر امت تھے اور ہو اور رہو گے۔ اس کی مثال قرآن کی اس آیت میں موجود ہے خدا اپنی نسبت فرماتا ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان تھا اور اب نہیں ہے یا آئندہ نہ رہیگا؟ نہیں بلکہ خدا مہربان تھا، ہے اور رہے گا پس صحابہ کرام بھی خیر امت تھے۔ ہیں اور رہیں گے۔ (ماہِ طیبہ، جنوری ۱۹۵۹ء)

شرح حدیث جبرئیل

قسط: سوم

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ

(٦) عبادت کے معنی: قاضی بیضاوی علامہ نسفی وغیرہ مفسرین نے عبادت کے یہ معنی بتائے ہیں

اقصی غایۃ الخضوع و التذلل

کسی کے لئے انتہائی حد تک عاجزی وفروتنی کرنا

اقصی غایت تذلل، عبادت، اوراس سے کم درجہ تعظیم ہے

اقصی غایت کی حد کیا ہے اس کا دارومدار نیت پر ہے اسکی قدرے توضیح یہ ہے کہ انسان مختلف اشخاص وہستی کے سامنے تذلل ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے سامنے، بیٹا باپ کے سامنے، شاگرد استاد کے سامنے، مرید شیخ کے سامنے، امتی نبی کے روبرو اور ایک عابد معبود کے حضور۔

ہر شخص پر ظاہر ہے کہ تذلل کے یہ سب مدارج یکساں نہیں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں ان سب سے اعلیٰ اقصیٰ غایت تذلل عبادت اس سے فروتر تعظیم جیسا کہ ہم پہلے بتا آئے کہ اس کا دارومدار نیت پر ہے کسی ہستی کو واجب الوجود اعتقاد کر کے یا واجب الوجود کے خواص ولوازم میں سے کسی ہستی کے لئے ثابت مان کر یا کائنات عالم کی تدبیر میں کسی کے لئے ایسا دخل ماننا کہ اس کے بغیر نظام نہیں چل سکتا یا نفع وضرر پہنچانے یا تخلیق وایجاد میں کسی کو مستقل بالذات ماننا اس معنی کر کہ وہ بے اذن الٰہی کے جو چاہے کرے یا تحلیل وتحریم کا اختیار مستقل ماننا یا کسی کی ذات وصفات کو ذاتی مان کر تذلل کرنا غایت تعظیم اور عبادت ہے اوران مذکورہ تصورات کے بغیر کسی کے لئے تذلل کرنا عبادت نہیں۔

اور صحیح بات تو یہ ہے کہ عبادت اور تعظیم کی حد فاصل ہر عاقل جانتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ اسے الفاظ کا جامہ پہنانا ذرا مشکل ہے سجدہ ایک فعل ہے دونوں زانو بیٹھنا ایک فعل ہے یہی کبھی عبادت ہے کبھی تعظیم حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ماں باپ اور بھائیوں نے

جو سجدہ کیا یہ تعظیم تھا اور نماز کا سجدہ، عبادت، جبرئیل امین خدمت اقدس میں باادب تلمیذ کی طرح دوزانوں بیٹھے یہ تعظیم اور قعدہ میں عبادت، روضۂ اقدس کی حاضری کے وقت دست بستہ کھڑا ہونا، تعظیم اور نماز میں عبادت ہر عام وحالات ہاتھ چھوڑ کر کھڑے رہتے ہیں یہ نہ تعظیم ہے نہ عبادت اور کسی مقتداء دینی کے لئے کھڑے ہو گئے یا اس کے سامنے کھڑے ہیں تو یہ تعظیم اور مالکیہ کے یہاں مطلقاً نماز میں اور احناف وشوافع کے یہاں رکوع کے بعد سجدے سے پہلے کھڑا ہونا عبادت

اس لئے ماننا پڑیگا کہ تعظیم وغیر تعظیم عبادت وغیر عبادت میں سب کو امتیاز آتا ہے البتہ الفاظ کے قالب میں اسے ڈھالنا ذرا متعذر رہے۔ اور یہ صرف عبادت اور تعظیم ہی کی بات نہیں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کو سب جانتے ہیں مگر اس کی تعریف پوچھو تو کم لوگ ہی بتا پائیں گے مکان وزمان، حرکت وسکون کون نہیں جانتا مگر ذرا اس کی تعریف پوچھ کر دیکھو اور ان کی جو تعریفیں کی جاتی ہیں کتنی آسان ہیں وہ فلسفے کے متعلم اور معلم سے پوچھو۔ آج کل کچھ لوگوں نے عبادت کی تعریف یہ گڑھ لی ہے کسی کو مافوق الفطری قوت کا مالک اعتقاد کر کے اسکی قربت ونزدیکی حاصل کرنے کے لئے کوئی کام کرنا[۱] یہ تعریف نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ صحابہ سے منقول ہے نہ علمائے سلف سے نہ علمائے خلف سے انعامی اعلان کے باوجود آج تک نہیں بتایا گیا اور نہ قیامت تک کوئی بتا سکتا ہے اور بداہتہً باطل ہے ورنہ لازم کہ ساری امت ہی نہیں، انبیاء کرام خود اللہ عزوجل مشرک ہو وہ یوں کہ بنص قرآنی ثابت کہ انبیاء کرام میں فوق الفطری قوتیں تھیں بلکہ یہ بھی ثابت کہ امتیوں میں بھی تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کا نرم ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے وحوش وطیور وجنات کا تابع ہونا ہوا کا ان کے قابو میں ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضا اور عصا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی کی مورت میں جان ڈالنا اور مادرزاد اندھے اور برص والے کو شفا دینا مردے جلانا۔ حضرت آصف بن برخیا کا سیکڑوں میل کی دوری سے بلقیس کا منوں وزنی تخت پلک جھپکنے کے اندر لانے کی قوت یہ سب مافوق الفطری قوتیں ہی تو ہیں پھر یہ تعریف بالجہول فوق الفطری کی تحدید کیا ہے اسکو کوئی صاحب متعین کردیں اور تعریف بالجہول تجہیل محض وباطل اس لئے یہ تعریف من گھڑت ہونے کے ساتھ ساتھ لایعنی بلکہ منجر الی الکفر ہے [۲] (جاری ہے)

---

[۱] روداد مناظرہ بجرڈیہہ

[۲] پوری تفصیل کے لئے بجرڈیہہ کی روئداد مناظرہ کا مطالعہ کریں

نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے

قسط: اوّل مناظرِ اہلسنت قاری محمد ارشد مسعود چشتی رضوی

حدیث (1-2)

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: انا معشر الانبیاء أمرنا أن نؤخر سحورنا و نعجل فطرنا و أن نمسک بأیماننا علی شمائلنا في صلاتنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم نبیوں کا گروہ ہیں ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی سحری میں تاخیر کریں اور اپنی افطاری میں جلدی کریں اور یہ کہ ہم اپنی نمازوں میں اپنے بائیں ہاتھوں سے اپنے دائیں ہاتھوں کو پکڑیں۔

(أخرجه ابن حبان في الصحیح ۵/ ۶۷-۶۸ (۱۷۷۰)، والمقدسي في المختارة ۱۱/ ۲۰۹ (۳۹۴۲)، والطبراني في الکبیر ۱۱/ ۱۹۹ (۱۱۴۸۵)، وفي نسخة: ۵/۳۳۱ (۱۱۳۲۳)، وفي الأوسط ۲/۲۴۷ (۱۸۸۴)، وفي نسخة: ۲/۵۲۶ (۱۹۰۵)

من طریق عمرو بن الحارث عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنهما۔

وقال الهیثمي في مجمع الزوائد ۳/ ۱۵۵: رواه الطبراني في الأوسط ورجاله رجال الصحیح۔ وقال ابن رجب الحنبلي في فتح الباري ۶/ ۳۶۰: وهذا اسناد في الظاهر علی شرط مسلم ---وقال الصالحي في سبل الهدی والرشاد ۸/ ۴۱۴: وروی الطبراني، بر جال الصحیح، عن ابن عباس رضی اللہ عنهما۔ وقال السیوطي في تنویر الحوالک ۱/ ۱۷۴: روی الطبراني في الکبیر بسند صحیح عن ابن عباس --- الخ۔ وقال الزرقاني في شرحه علی موطا الامام مالک ۱/ ۵۴۸: أخرج الطبراني في الکبیر بسند صحیح عن ابن عباس۔ وقال الألباني في التعلیقات الحسان، وصحیح الجامع الصغیر ۱/ ۴۵۴ وغیرهما: صحیح۔ وقال شعیب الأرنؤوط: اسناده صحیح علی شرط مسلم۔

★ والطبراني في الکبیر ۱۱/۷ (۱۰۸۵۱)، وفي نسخة: ۵/۲۳۳ (۱۰۶۹۳)، وفي الأوسط ۴/ ۲۹۷ (۴۲۴۹)، وفي نسخة: ۵/ ۱۳۷ (۴۲۶۱) من طریق سفیان بن عیینة عن عمرو بن دینار عن

طاوس عن ابن عباس رضی اللہ عنهما۔ قلت :اسناده قوي، رجاله رجال الصحيح غير العباس بن محمد المجاشعي وهو ثقة۔

★ والطيالسی في مسنده ۳۴۶ (۲۶۵۴)، والدارقطني في السنن (۱۰۸۴)، واسحاق بن راهويه في مسنده، مسند ابن عباس (۹۰۹)، وأبو القاسم الجرجاني في تاريخه ۱۴۶ (۱۶۶)، والحسن الخلال في مجالس العشرة الأمالي (۳۶)، والبيهقي في السنن الكبرى ۴/۲۳۸ ،وفي فضائل الأوقات ۲۹۵ (۱۳۹)، وعبد بن حميد في مسنده ۲۱۲ (۶۲۴)۔ من طريق طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس ۔مرفوعاوقال البوصيري في اتحاف الخيرة المهرة ۳/۹۵: رواه أبو داود الطيالسي واللفظ له، وأحمد بن منيع، وعبد بن حميد، ومدار اسانيدهم على طلحة بن عمرو، وهو ضعيف۔

★وعطاء مرسلاروا ه ابن سعد في الطبقات الكبرى ۱/ ۳۸۵۔وفيه: طلحة بن عمرو۔

★★وفي الباب: عن ابن عمر: رواه الطبراني في الأوسط ۴/۴۱ (۳۰۵۳)، وفي الصغير ۱/۱۷۶، والبيهقي في السنن الكبرى ۲/۲۹، وفي الصغرى (۱۴۱۷)۔وفيه: يحيى بن سعيد القداح وهو ليس بالقوي۔

ان دونوں احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نماز میں دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور اس کا انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم دیا گیا تھالہذا ثابت ہوا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے نہ کہ چھوڑ دینا۔ یہ احادیث اور آئندہ ذکر ہونے والی احادیث امام مالک اور اہل تشیع پر حجت ہیں کیونکہ صحیح احادیث مبارکہ سے نماز میں ہاتھ باندھنا ثابت ہے

حدیث(3)

عن عبد اللہ بن مسعود قال: مر بي النبي ﷺ وأنا واضع يدي اليسرى على اليمنى، فأخذ بيدي اليمنى فوضعها على اليسرى۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے قریب سے گزرے اور میں نے دائیں ہاتھ پر بائیں ہاتھ کو رکھا ہوا تھا پس آپ ﷺ نے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑ کر بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

(أخرجه ابن ماجه في السنن ۱۲۶ (۸۱۱)، وأبو داود في السنن كتاب الصلاة ۱۲۳ (۷۵۵)، والنسائی في السنن ۱۳۸ (۸۹۰)، وفي الكبرى ۱/۴۶۲ (۹۶۴)، والبزار في مسنده ۵/۲۶۹ (۱۸۸۵)، وأبو

یعلی في مسنده ۸/۴۵۵ (۵۰۴۱)، والدارقطني في السنن ۱/۳۸۹ (۱۰۹۲، و۱۰۹۴)، وفي العلل ۵/۳۳۹ (س:۹۳۳)، والبیهقي في السنن الکبری ۲/۴۴ (۲۳۲۷)، وابن عبد البر في التمهید ۲۰/۷۲، وابن القطان في بیان الوهم والایهام في کتاب الأحکام ۵/۳۴۰، والواسطي في تاریخه ۹۴، وابن حزم في المحلی ۳/۳۰)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رواه أبو داود باسناد صحیح علی شرط مسلم۔

(المجموع شرح المهذب ۳/۳۱۲، وخلاصة الکلام ۱/۳۵۷ (۱۰۹۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا: "اسناده حسن"۔

(فتح الباری ۱/۶۰۷ بیت الافکار الدولیة، الریاض)

شوکانی نے کہا کہ: "قال ابن سید الناس رجاله رجال الصحیح"۔ (نیل الأوطار ۲/۱۹۴)

البانی نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا اور ابوداود کی سند کو حسن قرار دیا ہے

(صحیح ابن ماجه (۸۱۱)، وصحیح ابو داود ۳/۳۴۲ (۷۳۶)

حدیث(4)

عن جابر قال: مر رسول الله ﷺ برجل وهو یصلی قد وضع یده الیسری علی الیمنی فانتزعها ووضع علی الیسری۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ہٹا کر بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ دیا۔

(أخرجه أحمد في مسنده ۳/۳۸۱، والطبراني في الأوسط ۸/۲۷ (۷۸۵۷)، وابن عدي في الکامل ۲/۵۲۹، والدارقطني في السنن ۱/۳۸۹ (۱۰۹۳)، والواسطي في تاریخه ۹۴، والقزویني في التدوین في أخبار قزوین ۳/۲۵۰۔ وقال الهیثمي في مجمع الزوائد ۲/۱۰۴۔ رواه أحمد والطبراني في الأوسط ورجاله رجال الصحیح)۔

پس ثابت ہوا کہ دائیں ہاتھ سے بائیں کو پکڑنا ہے نہ کہ بائیں سے دائیں ہاتھ کو، اگر کوئی بائیں ہاتھ سے

دائیں کو پکڑے گا تو یہ بھی غلط اور خلاف سنت ہے۔

ان دونوں احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھنا غلط ہے ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاتھوں کو نہ بدلتے۔

شوکانی نے لکھا: "والحديث يدل على ان المشروع وضع اليمنى على اليسرى دون العكس ولا خلاف فيه بين القائلين بمشروعية الوضع"۔ (نيل الأوطار ۲/۹۵)

پس ثابت ہوا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھنا سنت ہے

ہاتھ باندھنا اور اس کا محل

حدیث (5)

عن سهل بن سعد قال كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلوة۔ وقال أبو حازم لا أعلمه الا ينمي ذلك الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی بائیں "ذراع" پر رکھیں اور ابو حازم کہتے ہیں کہ مجھے صرف اور صرف یہی معلوم ہے کہ حضرت سہل بن سعد نے اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا۔

(أخرجه البخاري في الصحيح ۱/۱۴۹ (۷۴۰)، ومالك في الموطا ۱۴۷، وفي رواية أبي مصعب الزهري (۴۲۶)، وفي رواية الشيباني (۲۹۱)، وأحمد في مسنده ۵/ ۳۳۶، وأبو عوانة في مسنده ۴۲۹/۱ (۱۵۹۷)، والطبراني في الكبير ۶/۱۴۰ (۵۷۷۲)، والجوهري في مسند الموطأ (۴۱۶)، والبيهقي في السنن الكبرى ۲/۴۴، والخطيب في الكفاية في علم الرواية ۴۱۶، والبغوي في شرح السنة ۳/۳۰)

اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ذراع پر رکھنے کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔

غیر مقلدین کی اکثریت اس روایت کو اپنی دلیل بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں پس اس روایت کے بارے میں ہم تفصیلاً عرض کرتے ہیں اس روایت میں انسانی اعضاء میں سے دو کا ذکر کیا گیا ہے۔

ثانیاً: ذراع اولاً: ہاتھ

ہاتھ کہاں سے کہاں تک ہے؟

لغت کی مشہور و معتبر کتاب "لسان العرب" میں ہے:

الید: من اطراف الاصابع الی الکف۔

یعنی ہاتھ انگلیوں کے کنارے سے لے کر ہتھیلی تک ہے۔ (لسان العرب ۱۵/۴۱۹)

علامہ محمد بن محمد بن عبدالرزاق، مرتضی الزبیدی [م ۱۲۰۵ھ] لکھتے ہیں:

(الید)۔۔۔ الکف أو من أطراف الأصابع الی الکف۔ (تاج العروس ۴۰/۳۳۸)

علامہ ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ المرسی [م ۴۵۸ھ] لکھتے ہیں:

[ي د ي] الید: الکف۔ وقال أبو اسحاق: الید: من أطراف الأصابع الی الکتف۔

ی "الید" ہتھیلی کو کہتے ہیں۔ اور ابواسحاق نے کہا: "الید" انگلیوں کے کنارے سے لے کر کندھے تک ہے۔ (المحکم والمحیط الأعظم ۹/۳۶۳)

علامہ ابومنصور محمد بن احمد الازہری الھروی [م ۳۸۰ھ] لکھتے ہیں:

وقال محمد بن یزید: والیہ الزجاج: الید من أطراف الأصابع الی الکتف

(تھذیب اللغۃ ۱۱/۳۵۰)

علامہ ابوالعباس احمد بن محمد الفیومی الحموی [م ۷۷۰ھ] لکھتے ہیں:

(الید) مؤنثۃ وھي من المنکب الی أطراف الأصابع

(المصباح المنیر في غریب الشرح الکبیر ۲/۶۸۰)

یعنی ہاتھ: مؤنثہ، اور یہ مونڈھے سے لے کر انگلیوں کے کنارے تک ہوتا ہے۔

"المعجم الوسیط" میں ہے:

(الید) من أعضاء الجسد وھي من المنکب الی أطراف الأصابع (المعجم الوسیط ۱۰۶۳)

علماء لغت کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ [الید] ہاتھ کا لفظ کبھی صرف انگلیوں کے کناروں سے ہتھیلی

تک ،کبھی انگلیوں کے کناروں سے لے کر کندھوں تک کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔مگر جب لفظ [الید] ہاتھ بازوں کے دوسرے حصوں کے ساتھ استعمال ہوگا تو اس سر مراد انگلیوں کے کناروں سے لے کر گٹ تک ہتھیلی مراد ہوگی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں یہ لفظ "الذراع" کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے جب ہم بازو کے حصوں میں سے "الذراع" کا محل معلوم کرلیں گے تو اس روایت کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی ،لہذا پہلے "الذراع" کے بارے میں جانتے ہیں۔

ذراع کہاں سے کہاں تک ہے؟

عربی اردو کی مشہور لغت "المنجد" میں ہے:

"الذراع من الرجل"۔ کہنی سے لیکر درمیانی انگلی کے سرے تک کا حصہ۔(المنجد ۳۵۱)

اور لغت عرب کی مشہور کتاب "لسان العرب" میں ہے:

الذراع: مابین طرف المرفق الی طرف الاصبع الوسطی۔

(لسان العرب ۸/۹۳، وانظر: العین ۲/۹۶، المحکم والمحیط الأعظم ۲/۷۷)

ذراع: کہنی کے سرے سے لیکر درمیانی انگلی کے سرے کے درمیانی حصہ تک۔

اب اس حدیث مبارکہ کو سمجھنا آسان ہو گیا جب ہمیں ہاتھ اور ذراع کی حدود کا علم ہوگیا۔

الید: گٹ سے لیکر انگلیوں کے سرے تک ہوتا ہے بالخصوص جب ذراع کے مقابلہ میں استعمال ہو، اور "الذراع" کہنی سے لیکر ہاتھ کی درمیانی انگلی کے سرے تک۔

اور حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ذراع پر رکھیں۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ ہاتھ تو مکمل ذراع پر آنہیں سکتا کیونکہ ذراع ہاتھ سے بڑی ہے، آخر ہاتھ کو ذراع کے کون سے حصہ پر رکھنا ہے تو اس روایت میں وہ محل نہیں بتایا گیا کہ ذراع کے کس مقام پر ہاتھ رکھا جائے ۔اگر گٹ پر گٹ رکھ کر دیکھا جائے تو بھی ہاتھ مکمل ذراع پر نہیں آسکتا کہ مکمل ذراع پر رکھنا مراد ہو، یہ ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ مکمل ذراع پر تو ہاتھ آئے گا ہی نہیں ۔اگر گٹ سے کچھ آگے (یعنی کہنی کی طرف)

ہاتھ رکھا جائے تو اس صورت میں ہاتھ ذراع پر نہیں بلکہ ذراع پر ذراع آئے گی جیسا کہ عام غیر مقلدین کا طریقہ ہے تو یہ خلافِ سنّت ہوگا کیونکہ ذراع پر ذراع رکھنے کا حکم نہیں بلکہ ذراع پر ہاتھ رکھنے کا حکم ہے، تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ یہ ذراع کا ایسا حصہ ہے جس پر ہاتھ رکھنے سے ذراع پر ذراع کا اطلاق نہ ہو بلکہ ذراع پر ہاتھ کا اطلاق ہو۔

تو لازم ہے کہ ہتھیلی کا وہ حصہ جو انگوٹھے سے متصل ہے اس کو گٹ پر رکھا جائے گا تب ہی ذراع پر ہاتھ کا اطلاق ہوگا، ورنہ اگر ہاتھ کا وہ حصہ گٹ سے تھوڑا سا بھی آگے رکھا جائے گا تو ذراع پر ذراع کا اطلاق ہوگا۔ ذراع کا وہ مقام مبہم ہے جس پر ہاتھ رکھنا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

(قوله على ذراعه) ابهم موضعه من الذراع۔ (فتح الباری ۲/۱۷۸، وفي نسخة: ۱/۲۰۶)

پس معلوم ہوا کہ "ذراع" کا مقام مبہم ہے کہ ہاتھ ذراع کے کس حصہ پر رکھا جائے۔

اب ہم سب سے پہلے یہ دیکھیں گے کہ احادیث مبارکہ میں اس کی وضاحت ہے یا نہیں؟ اگر احادیث مبارکہ سے اس محل کا علم ہو جائے تو پھر اس محل پر ہاتھ رکھا جائے گا۔

حدیث (6)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: میں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ضرور دیکھوں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے ہیں، فرمایا: پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا، پھر تکبیر کہی:

"ورفع يديه حتى حاذتا أذنيه ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد۔

اور اپنے ہاتھوں کو اٹھایا حتی کہ ان کو اپنے کانوں کے برابر کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہر اور گٹ اور کلائی پر رکھا۔

(أخرجه ابن خزيمة في الصحيح ۱/۲۷۲ (۴۸۰)، وابن الجارود في المنتقى ۶۲ (۲۰۸)، وأحمد في مسنده ۴/۳۱۸، والدارمي في السنن ۱/۳۶۲ (۱۳۵۷)، وأبو داود في السنن ۱۱۹ (۷۲۷)، والنسائي في السنن ۱۳۸ (۸۹۱)، وفي الكبرى ۱/۵۷ (۹۶۵)، وابن حبان في الصحيح ۵/۱۷۰

(۱۸۶۰)، وابن المنذر في الأوسط ۳/۹۳ (۱۲۸۹)، والخطيب في الفصل للوصل المدرج في النقل ۱/۴۲۴ ـ ۴۲۵، والبيهقي في السنن الكبرى ۲/۲۸)۔ قال النووي في تهذيب الأسماء واللغات ۲/۱۶۵: وهو حديث صحيح ۔ وقال في المجموع شرح المهذب ۳/۳۷۹: رواه أبو داود باسناد صحيح ۔ قال الألباني في صحيح أبي داود ۳/۳۱۵: قلت: اسناده صحيح، و كذا قال النووي، وقال ابن القيم: حديث صحيح ۔ وأخرجه ابن خزيمة وابن حبان في صحيحيهما ۔۔۔ قلت وهذا اسناد صحيح رجاله ثقات رجال مسلم غير كليب، وهو ثقة كما تقدم۔

غیر مقلدین کی مسلک سے وفا اور حدیث سے بے وفائی

غلام مصطفی امن پوری غیر مقلد نے مذکورہ بالا دونوں روایتوں کو ذکر کیا اور اپنے مسلک کے ساتھ وفا کرتے ہوئے اور حدیث مبارکہ سے بے وفائی کرتے ہوئے ان کو اپنے مسلک کی تائید میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کے تحت لکھتا ہے۔

''یہ روایت مؤطا امام مالک (۱/۱۵۹) اور مسند امام احمد: (۵/۳۳۶) میں بھی آتی ہے، لغت عرب کی مشہور و مستند کتاب'' لسان العرب لابن المنظور: ۸/ ۹۳،، میں لکھا ہے: ''الذراع: ما بين طرف المرفق الى طرف الاصبع الوسطى'' یعنی: ''ذراع'' کہنی کے سرے سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے کے درمیان حصے کو کہتے ہیں۔

جناب وحید الزمان قاسمی کیرانوی صاحب لکھتے ہیں: ''انسان کا ذراع کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے''۔ (القاموس الوحید: ۵۶۷) اس حدیث پر عمل ہو تو ہاتھ زیر ناف آ ہی نہیں سکتے، تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

دلیل نمبر ۲: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: (وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد) یعنی: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، کلائی اور ساعد (کلائی سے لے کر کہنی تک) پر رکھا۔ (ابوداؤد: ۱/ ۱۰۵ حدیث: ۷۲۶، ۷۲۷) (نسائی: ۲/۱۲۶ حدیث: ۸۹۰) (مسند احمد: ۴/ ۳۱۸) اس حدیث کو امام ابن خزیمہؒ (۴۸۰) امام ابن حبانؒ (۴۸۵ مورد) امام نوویؒ (خلاصۃ الاحکام از نووی: ۱/ ۳۵۶) اور مشہور غالی حنفی نیموی

(متوفی: ۱۳۲۲ھ) نے بھی اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے (آثار السنن: حدیث: ۳۲۳) امام عبد القادر حنفی (۶۹۶-۷۷۵ھ) نے ''حسن'' کہا ہے (الحاوی فی بیان آثار الطحاوی: ۱/ ۲۵۴) یہ حدیث پہلی حدیث کی مؤید ہے، جب دایاں ہاتھ بائیں بازو کی کہنی پر رکھا جائے تو ہاتھ خود بخود سینے پر آجاتے ہیں۔ (غ۔م)۔ (تسھیل الوصول الی تخریج و تعلیق صلوۃ الرسول ۱۵۵)

قارئین! ہم نے امن پوری کی پوری عبارت کو نقل کیا ہے، اب اس کی چالاکی اور غلط بیانی ملاحظہ فرمائیں:

اولاً: حدیث حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ کے تحت غیر مقلد کا یہ لکھنا کہ ''اس حدیث پر عمل ہو تو ہاتھ زیر ناف آہی نہیں سکتے ہیں، تجربہ کر کے دیکھ لیں''۔

یہ سراسر غلط بیانی ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ حدیث مبارکہ میں ہاتھ ذراع پر رکھنے کا حکم ہے نہ کہ کہنی پر، جب ہاتھ ذراع پر رکھیں گے تو ہاتھ بغیر کسی مشکل کے زیر ناف آجائیں گے، البتہ سینہ پر باندھنے سے مشکل میں پڑجائیں گے۔

اس کا واضح بیان امن پوری صاحب اپنے ٹولہ کے مناظر طالب الرحمن شاہ آف راولپنڈی سے پوچھ لیں ،جن کے سامنے ایک غیر مقلد نے ہی مری میں غیر مقلدین کی مسجد میں تقریباً چالیس آدمیوں کی موجودگی میں کہا تھا کہ اس طرح تو آسانی سے ہاتھ زیر ناف آتے ہیں اور جناب کے مناظر صاحب فوراً اس روایت کو چھوڑ کر دوسری کو اپنی دلیل بنانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ (اس مناظرہ کی روئیداد ہمارے رسالہ ''نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں'' میں شائع ہو چکی ہے)

ثانیاً: امن پوری صاحب نے حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں اپنے مسلک سے وفا کرتے ہوئے حدیث سے جو بد دیانتی کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

''وضع یدہ الیمنی علی ظھر کفہ الیسری و الرسغ و الساعد''

ان الفاظ میں بائیں بازو کے تین محل بیان کیے گئے ہیں:

(1) ''ظهر کفه الیسری'' جس کا معنی ہے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت۔

بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر جب ہاتھ رکھیں گے تو انگلیاں کلائی پر ہوں گی۔

(2) ''الرسغ'' اس لفظ کا معنی امن پوری صاحب نے ''کلائی'' کیا ہے، جو غلط ہے۔

عربی اردو لغت کی مشہور کتاب ''المنجد'' میں ہے الرسغ و الرسغ۔ گٹا۔ پہنچا۔ (المنجد ۳۸۳)

اور عربی کی مشہور زمانہ لغت ''لسان العرب'' میں ہے:

الرسغ: مفصل ما بین الکف و الذراع۔ (لسان العرب ۴۲۸/۸)

یعنی ہتھیلی اور کلائی کا درمیانی جوڑ۔ یعنی گٹ۔

اور اسی طرح مولوی صادق سیالکوٹی کی اسی کتاب کی تخریج عبد الرؤف بن عبد الحنان نے کی ہے اور اس میں بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے جس طریقہ و کیفیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا وہ طریقہ و کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اور کلائی پر رکھا۔ (صلوۃ الرسول مع تخریج عبد الرؤف ۲۲۹)

اس میں بھی ''الرسغ'' کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا اس لیے کہ ہماری اکثریت کا طریقہ اس کے خلاف ہے کہیں وہ ناراض نہ ہو جائیں اس لیے ترجمہ کی جگہ کو ہی چھوڑ دیا گیا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر نقل کرتے ہوئے ظاہر کیا ہے۔

غیر مقلدین کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ بے شک وہ لوگ ناراض ہو جائیں کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں توڑ مروڑ سے بڑا فرق پڑے گا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی من مانیاں اور مسلک پرستی کی وجہ سے ان میں بد دیانتیاں کرکے قیامت کے دن خدا اور اس کے رسول جلا جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کس منہ سے جاؤ گے؟

لیجیے غیر مقلدین کے گھر کا ترجمہ:

خواجہ قاسم نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب ''قد قامت الصلوۃ'' میں نقل کیا ہے، وہ لکھتا ہے:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا نقشہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ثم وضع یدہ الیمنی علی ظھر کفہ الیسری والرسغ والساعد۔ (صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۴۳)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت پہنچے اور کلائی پر رکھا۔

(قدقامت الصلوۃ صفحہ ۲۰۴)

اور مولوی جی کے بڑوں نے ہی اس کا ترجمہ ''جوڑ'' کیا ہے، ملاحظہ ہو:

''نماز نبوی صحیح احادیث کی رشنی میں'' جس کو ڈاکٹر شفیق الرحمن نے ترتیب دیا ہے اور اس پر تحقیق وتخریج اسی زبیر علی زئی کی ہے اور اس کی تصحیح وتنقیح کا کام حافظ صلاح الدین یوسف اور عبدالصمد رفیقی نے سر انجام دیا ہے اس میں اس روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی (کی پشت)، اس کے جوڑ اور کلائی پر رکھا۔

(نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں صفحہ ۱۴۵، دارالسلام۔ نماز نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۱۸، اہل حدیث یوتھ فورس)

پس ثابت ہوا کہ امن پوری کا ''الرسغ'' کا ترجمہ کلائی کرنا غلط ہے اس سے مراد کلائی اور ہتھیلی کے درمیان والا جوڑ ہے۔ پس جب بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر ہاتھ کا کچھ حصہ رکھیں گے تو کچھ حصہ ہتھیلی اور کلائی کے درمیانی جوڑ پر بھی آجائے گا اور کچھ حصہ کلائی پر بھی آئے گا یعنی انگلیاں کلائی پر آجائیں گی۔

ڈاکٹر شفیق الرحمن غیر مقلد نے لکھا:

''ہمیں بھی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھنا چاہیے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت، جوڑ اور کلائی پر آجائے۔۔۔'' (نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں ۱۴۵، نماز نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۱۸)

پس ثابت ہوا کہ صحیح طریقہ سے جب ہاتھ کو اس طرح رکھیں گے کہ ہتھیلی کی پشت پر بھی آئے اور جوڑ پر بھی اور کلائی پر بھی تو اس طرح ہاتھ رکھنے کے بعد ہاتھ آسانی سے زیر ناف ہی آئے گا نہ کہ سینہ پر۔ امن پوری صاحب نے شاید دونوں لفظوں کا ترجمہ کلائی اس لیے کیا کہ ان کی اکثریت کلائی پر کلائی رکھتی ہے جو کہ خلاف سنت ہے۔ جب اس طرح ہاتھ باندھنے کے بارے میں اس کو کوئی اور روایت نہ ملی تو اس

نے اس حدیث کا ترجمہ اپنی مرضی سے اپنے مسلک کے ان لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اوران کے دل رکھنے کے لیے کلائی ہی کر دیا۔

اسی لیے تو بعد میں لکھا: ''جب دایاں ہاتھ بائیں بازو کی کہنی پر رکھا جائے تو ہاتھ خود بخود سینے پر آجاتے ہیں''۔

حدیث مبارکہ میں تو کہنی پر رکھنے کا ذکر ہی نہیں ہے یہ مولوی جی کا اختراعی معنی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے مسلک سے وفا کا عہد کیا ہے اس لیے جو احادیث مبارکہ میں نظر نہ آیا اس کو اپنی جیب سے نکال کر لگالیا۔

حدیث مبارکہ میں تو کلائی کا ذکر ہے اور وہ بھی مقید کہ کلائی کا وہ حصہ جس پر ہاتھ ہو تو گٹ پر بھی ہو اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر بھی۔

شاید مولوی جی یہ مفہوم اس لیے بیان کر رہے ہوں کہ وہ دنیا کا ایک نیا عجوبہ ہوں کہ جن کا دایاں ہاتھ اتنا لمبا ہے کہ وہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت سے لے کر کہنی تک پہنچتا ہے۔

ایک اور غیر مقلد محمد صادق خلیل نے البانی کی تالیف ''صفة صلوة النبی من التکبیر الی التسلیم کأنک تراھا'' کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی اس روایت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے باہر حصہ اسکے جوڑ اور کلائی پر رکھتے۔

(نماز نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احادیث صحیحہ کی روشنی میں ۷۶)

حضرت سہل بن سعد اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہما کی روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہاتھ کو رکھنے کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، گٹ اور کلائی پر بھی ہو یعنی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھا جائے کہ بیک وقت تینوں مقامات پر ہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ انگوٹھا گٹ پر ہو اور انگلیاں کلائی پر اور انگوٹھے کے ساتھ والا پچھلا حصہ جو گٹ کی طرف ہے وہ ہتھیلی کی پشت پر۔ اس صورت میں ان احادیث مبارکہ پر عمل ہو سکتا ہے اور اگر دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی کہنی کے قریب تک رکھیں تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر ہاتھ نہیں آئے گا اور نہ ہی گٹ پر بلکہ گٹ اور ہتھیلی کی پشت پر کلائی آئے گی اور بخاری شریف کی حدیث سہل میں کلائی پر کلائی رکھنے کا بیان نہیں بلکہ کلائی پر

ہاتھ رکھنے کا بیان ہے، پھر ایک اور حدیث مبارکہ بھی اس بات کی تائید کرتی ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا:

"یضع یده الیمنی علی الیسری في الصلاة قریبا من الرسغ"

یعنی نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں (ہاتھ کی پشت) پر گٹ کے قریب رکھا۔

(أخرجه الطبراني في الكبير ۲۲/۲۵ (۵۲)، وفي نسخة: ۹/۱۴۸ (۱۷۵۲۱)، وأحمد في مسنده ۴/۳۱۸، والدارمي في السنن ۱/۳۱۲ (۱۲۴۱)، وذكره الشوكاني في نيل الأوطار ۲/۱۹۳)

یاد رہے کہ یہاں ہاتھ کی پشت پر جو میں نے ترجمہ کیا ان الفاظ کا ذکر شوکانی نے کیا ہے۔

ابوالحسن عبیداللہ مبارکپوری غیر مقلد سے امن پوری غیر مقلد کا رد، ملاحظہ فرمائیں:

"أبهم سهل بن سعد موضعه من الذراع ـــ والمراد أنه وضع يده اليمنى بحيث صار وسط كفه اليمنى على الرسغ، ويلزم منه أن يكون بعضها على الكف اليسرى، والبعض على الساعد ـــ واعلم أنه لم يرد في رواية وضع الذراع على الذراع، فما يفعله بعض العوام من وضع الذراع على الذراع بحيث انهم يضعون الكف اليمنى على مرفق اليد اليسرى أو قريباً منه ثم يأخذونه بأصابع اليد اليمنى هو مما لا أصل له ـــ

سہل بن سعد نے ذراع کے حصہ میں ابہام رکھا ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ دایاں ہاتھ اس حیثیت سے رکھے کہ دائیں ہتھیلی بائیں گٹ کے اوپر آجائے اور لازم ہے کہ کچھ حصہ دائیں ہاتھ کا بائیں ہتھیلی پر اور کچھ حصہ ساعد پر آئے گا۔ اور جاننا چاہئے کہ کسی روایت میں بھی یہ الفاظ مروی نہیں ہیں کہ ذراع پر ذراع کو باندھا جائے اور بعض (جاہل) عوام جو یہ کرتے ہیں کہ ذراع پر ذراع اس طرح رکھتے ہیں کہ دائیں ہتھیلی بائیں کہنی تک یا اس کے قریب پہنچ جائے پھر دائیں انگلیوں سے اس کو پکڑتے ہیں، یہ وہ عمل ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (المرعاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ۲/۲۹۹، ۲۹۸)

پس امن پوری نے جو کہا کہ "جب دایاں ہاتھ بائیں بازو کی کہنی پر رکھا جائے تو ہاتھ خود بخود سینے پر آجاتے ہیں"۔ یہ وہ بات ہے جس کی بقول مبارکپوری کوئی اصل نہیں یہ صرف امن پوری صاحب کی

اپنی من مانی ہے ورنہ احادیث مبارکہ سے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ احادیث مبارکہ سے تو اس کا خلاف ثابت ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا۔

بعض احادیث مبارکہ میں ''فأخذ'' کا لفظ ہے یعنی دائیں ہاتھ سے بائیں کو پکڑا اور بعض میں ہے ''وضع'' کہ رکھا۔ ان دونوں پر ایک وقت میں عمل صرف اور صرف احناف کے طریقہ سے ہی ممکن ہے، جیسا کہ امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے فرمایا:

واستحسن کثیر من مشائخنا الجمع بینهما بان یضع باطن کفه علی کفه الیسری و یحلق بالخنصر و الابهام علی الرسغ۔

یعنی ہمارے کثیر مشائخ نے اس کو اچھا سمجھا کہ دونوں حدیثوں کو جمع کیا جائے وہ اس طرح کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھے تا کہ رکھنے والی پر عمل ہو جائے اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے گھیرا بنا کر بائیں ہاتھ کے جوڑ کو پکڑے تا کہ پکڑنے والی پر بھی عمل ہو جائے۔

(عمدة القاری ۵/۲۷۹، وانظر: کتاب التجنیس و المزید لصاحب الهدایة ۱/۴۴۱)

اور اس طریقہ سے دایاں ہاتھ بائیں کی ہتھیلی کی پشت پر بھی ہوگا، گٹ پر بھی اور کلائی پر بھی ہوگا۔ پکڑا بھی جائے گا اور رکھا بھی جائے گا کیونکہ چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کے گھیرے سے پکڑا گیا اور انگلیاں کلائی پر رکھی گئیں، پس اس طرح تمام روایات پر عمل ہو سکے گا اور کسی حدیث کو ترک کرنے سے بہتر ہے کہ ان میں تطبیق پیدا کی جائے۔

جیسا کہ ایک غیر مقلد بشیر الرحمن سلفی لکھتا ہے:

اصول تطبیق احادیث میں ایک معروف اصول ہے ورنہ مسائل میں مختلف آراء کے سیل بلاخیز میں کوئی بھی چیز ہمارے ہاتھ نہ آسکے۔ بہت کم مسائل ہیں جن کی تصریح و وضاحت میں اختلاف نہ ہوگا اسی توفیق کی وجہ سے ہی ہم ان پر عمل کے قابل ہوئے ہیں۔ (روح عبادت الدعا صفحہ ۶)

پس مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ جہاں تک ہو سکے احادیث مبارکہ میں تطبیق پیدا کی جائے۔

زیر ناف ہاتھ باندھنے کے ثبوت میں صریح احادیث

حدیث (1)

حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال رأيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم وضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة۔

بسند مذکور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں اپنے بائیں ہاتھ مبارک پر اپنا دایاں ہاتھ مبارک ناف کے نیچے رکھا۔

(أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ۳۹۰/۱، طبع كراتشي، و ۴۲۷/۱، طبع ملتان)

اس حدیث مبارکہ کی سند صحیح ہے۔ لیکن غیر مقلدین جب اس حدیث مبارکہ کا اور کوئی جواب نہیں دے پاتے تو یہ شور ڈالنا شروع کر دیتے ہیں کہ اس میں "تحت السرة" کے الفاظ مصنف ابن ابی شیبہ کے اصل نسخہ میں نہیں ہیں، اور یہ کہ اس حدیث مبارکہ میں قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھائے ہیں لیکن یہ بات کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اولاً: اس لیے کہ کئی کتب احادیث ایسی ہیں جن کے کئی کئی نسخے موجود ہیں اور ان میں سے کئی میں کچھ احادیث زائد ہیں جبکہ کئی میں وہ احادیث ہیں ہی نہیں جیسا کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "بستان المحدثین" میں موطا امام مالک کے سولہ سترہ نسخوں کا ذکر کیا ہے اور ان میں کئی نسخے وہ ہیں جن میں کئی احادیث موجود ہیں لیکن کچھ میں نہیں ہیں، اسی طرح کئی میں کچھ احادیث مرفوع ہیں لیکن کچھ میں موقوف۔

اگر حیات سندھی نے اس کا انکار کیا کہ یہ مصنف ابن ابی شیبہ میں نہیں ہے تو اس کے جواب میں علامہ ہاشم سندھی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ "فوز الکرام" لکھا جس میں انہوں نے حیات سندھی کا رد بھی کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے ایک نسخہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جس میں اسی حدیث مبارکہ میں یہ لفظ موجود ہیں۔ اس نسخہ کی نشاندہی بھی کی کہ وہ نسخہ شیخ عبد القادر کی لائبریری میں موجود ہے۔

یونہی علامہ محمد ابو طیب المدنی نے "شرح ترمذی" میں اس کی سند کے بارے میں ذکر کیا کہ اس کی سند قوی ہے اور علامہ عابد سندھی نے "طوامع الانوار" میں کہا: رجالہ ثقات۔

غیر مقلدین کے گھر سے گواہی

غیر مقلدین کے محدث علامہ وحید الزمان نے بھی موطا امام مالک کے ترجمہ میں اس کو ابن ابی شیبہ کی روایت بتایا ہے، ملاحظہ ہو:

''اور ابن ابی شیبہ نے وائل بن حجر سے مرفوعا ''تحت السرۃ'' نقل کیا ہے''۔

(موطا امام مالک مترجم صفحہ ۱۱۳ اسلامی اکادمی لاہور)

اسی طرح ایک اور غیر مقلد مولوی عبدالرؤف بن عبدالحنان سندھو نے بھی اس کا اقرار کیا ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ روایت ہے: ''مصنف ابن ابی شیبہ کے کسی نسخہ میں حدیث وائل بن حجر کے ایک طریق میں ''تحت السرۃ'' کے الفاظ ہیں اور اس کی سند صحیح ہے احناف میں سے بعض نے زیر ناف ہاتھ رکھنے پر اس سے بھی دلیل لی ہے۔۔۔

لہذا ثابت ہوا کہ یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ کی ہی ہے۔ (صلوۃ الرسول مع تخریج وتعلیق صفحہ ۲۳۰)

اس پوری غیر مقلد نے تقی عثمانی دیوبندی کا قول نقل کرنے کے بعد لکھا: ''ہم کہتے ہیں نیموی حنفی کی بات صحیح نہیں ہے، مصنف ابن ابی شیبہ کے کسی نسخہ میں یہ زیادتی مذکور نہیں ہے''۔

(تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوۃ الرسول صفحہ ۱۵۰)

مولوی جی! اپنے مولوی کی عبارت ہی دیکھ لیتے کہ اس نے تو کہا ہے کہ کسی نسخہ میں یہ الفاظ ہیں اور جناب ہیں کہ ابھی تک اس کا انکار کرتے جا رہے ہیں جناب کے بڑے وحید الزمان نے بھی اسے مصنف کی روایت تسلیم کیا اور عبدالرؤف نے بھی لکھا کہ کسی نسخہ میں ہیں۔

آیئے! جناب کی تسلی کے لیے مزید وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ صرف پاکستان اور ہندوستان میں موجود نسخوں میں ہی نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں موجود نسخہ میں بھی ہے:

مکتبۃ الرشد الریاض سے شائع ہونے والے مصنف ابن ابی شیبہ کے نسخہ پر دو محققین نے تحقیق کی ہے جن میں ایک ''حمد بن عبد اللّٰہ الجمعۃ'' دوسرے ''محمد بن ابراہیم اللحیدان'' ہیں انہوں نے اس روایت کے ذیل میں نشان دہی کی ہے کہ یہ الفاظ

"مکتبة المحمودیة بالمدینة النبویة" کے مخطوطہ میں بھی ہیں، ملاحظہ ہو:

(مصنف ابن أبي شيبة ۲/۳۳۶ (۳۹۵۵)، مکتبة الرشد، الرياض، ۲۰۰۴ء)

شركة دار القبلة، جدة۔ و مؤسسة علوم القرآن، دمشق۔ سے شائع ہونے والے مصنف ابن ابی شیبہ کے نسخہ پر شیخ محمد عوامہ نے تحقیق کی اور اس تحقیق میں انہوں نے مزید چار (4) نسخوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان میں "تحت السرة" کے الفاظ موجود ہیں جن میں محمد مرتضی الزبیدی، علامہ قاسم بن قطلوبغا، علامہ عبد القادر اور علامہ اکرم سندھی رحمۃ اللہ علیہم کے نسخے شامل ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ غیر مقلدین نے بھی اس کو مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت تسلیم کیا ہے اور یہ صرف ایک نسخہ میں نہیں بلکہ پانچ نسخوں میں موجود ہیں، لہٰذا ان الفاظ پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے یہ حدیث صحیح ہے اور صحیح حدیث مبارکہ سے زیر ناف ہاتھ باندھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے۔

امن پوری صاحب ایک اور اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واضح رہے اس حدیث میں "تحت السرة" کے الفاظ قاسم بن قطلوبغا حنفی (۸۰۲۔۸۷۹ھ) نے اپنی طرف سے بڑھائے ہیں۔۔۔۔ آٹھویں صدی سے پہلے پہلے اس روایت میں "تحت السرة" یعنی "زیر ناف" کے الفاظ موجود نہیں تھے۔ (تسہیل الوصول الی تخریج صلوة الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفحہ ۱۵۰)

امن پوری غیر مقلد کی یہ بات بھی غلط ہے کہ قاسم بن قطلوبغا نے یہ الفاظ بڑھائے ہیں کیونکہ بقول امن پوری قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ ۸۰۲ھ میں پیدا ہوئے جبکہ مرتضی الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ والا نسخہ یوسف بن عبد اللطیف بن عبد الباقی بن محمود الحرانی الحنبلی نے ۷۴۴ھ کو مکمل کیا، جیسا کہ شیخ محمد عوامہ نے لکھا ہے: "وكان تاريخ نسخ المجلد الأول منها في يوم السبت من صفر من سنة ۷۴۱، وتاريخ نسخ المجلد الأخير منها في يوم السبت الرابع عشر من شهر رمضان من سنة ۷۴۴"۔ (مصنف ابن أبي شيبة ۱/۳۰، تحقيق محمد عوامة)

پس ثابت ہو گیا کہ امن پوری کا "تحت السرة" والے نسخہ پر اعتراض اور علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ

اللہ علیہ کی طرف اس کو منسوب کرنا تہمت ہے جو کہ ہر لحاظ سے باطل ومردود ہے۔

متعدد نسخوں میں ان الفاظ کی موجودگی اور ان نسخوں کی نشاندہی کے بعد یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اس روایت میں ان الفاظ پر غیر مقلدین کا واویلا اور اعتراضات تارعنکبوت کی حیثیت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔

اگر نسخوں میں الفاظ کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے کسی کتاب کو رد کیا جا سکتا ہے تو شاید ہی کوئی حدیث کی کتاب اس سے محفوظ رہے ورنہ ہر کتاب کے نسخوں میں الفاظ کی کمی اور زیادتی ہی نہیں بلکہ کئی کتب میں تو احادیث کی زیادتی اور کمی پائی جاتی ہے، جیسا کہ پہلے بستان المحدثین کے حوالہ سے ذکر ہوا۔ مزید مثال کے طور پر امام ابن خزیمہ کی کتاب التوحید ۱۹۸۳ء میں مکتبۃ الکلیات الأزھریۃ سے شائع ہوئی جس میں پہلے باب کی آخری دو حدیثین موجود نہیں ہیں جبکہ اسی کتاب التوحید کو مکتبۃ الرشد الریاض سے ۱۹۹۷ء کو شائع کیا گیا اس میں یہاں دو احادیث زیادہ موجود ہیں جبکہ محقق نے پہلی روایت کے ذیل میں کہا: ”سقط هذا الحديث بكامله من نسخة (المطبوعة، ت، ل)“ جبکہ دوسری حدیث کے ذیل میں کہا: ”وقد سقط هذا الحديث كالذي قبله من النسخة (المطبوعة، ل)۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ”تحت السرة“ کے الفاظ قابل اعتراض نہیں ہیں ان پر اعتراض کرنا غلط اور شور وغوغا کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

(جاری ہے)

تحریفِ قرآن

قسط سوم

مناظرِ اہلسنت قاطع رافضیت مولانا غلام علی فاروقی

ان اُمور پر تفصیلی بحث ہوگی کہ:

(۱) تحریف قرآن کی روایات شیعہ کی معتبر کتب میں ہیں۔

(۲) یہ روایات کثیر التعداد ہیں۔

(۳) زائد از دو ہزار ہیں۔

(۴) یہ روایات صحیح متواتر اور مستفیض ہیں۔

(۵) یہ روایات تحریف قرآن پر صحیح دلالت کرتی ہیں۔

(۶) یہ روایات علمائے شیعہ کے عقیدۂ تحریف قرآن کی بنیاد ہیں۔

(۷) تحریف قرآن کا عقیدہ شیعہ مذہب کے ضروریاتِ دین سے ہے۔

اب ذرا ان علمائے شیعہ سے بھی ملیں جو اس مہم میں پیش پیش ہیں۔

طبرسی نے فصل الخطاب میں کہا ہے کہ:

''آپ تفصیل سے معلوم کر چکے ہیں کہ اہل ظلم وجور کی خلافت کی وجہ سے قرآن میں نقصان و تحریف نے راہ پائی جیسا کہ میں نے نقل کیا ہے۔ تحریف قرآن کی روایت حد تواتر سے زائد ہیں۔ ایک منصف مزاج آدمی پر خواہ وہ حدیث کی بہت سی کتابوں سے واقف نہ ہو یہ امر پوشیدہ نہیں اور تحریف قرآن کی روایتوں کے متواتر ہونے کا شیعہ محدثین کی ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے ان میں مولوی محمد صالح ہے جس نے شرح کافی میں بیان کیا کہ جو قرآن جبرئیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر آیا تھا وہ 17 ہزار آیات کا آیا تھا اور سلیم کی روایت میں ہے کہ 18 ہزار کا ہے۔ قرآن کے بعض حصوں کا ساقط ہونا اور اس میں تحریف ہونا شیعہ مذہب میں تواتر سے ثابت ہے۔ یہ حقیقت ہر اُس شخص پر واضح

ہوگی جو حدیث کی کتابوں کو اول سے آخر تک دیکھے ان میں سے ایک فاضل قاضی القضاۃ علی بن عبد العالی ہے اس نے کہا کہ ہمارے اکابر محدثین نے ان احادیث کو اپنی معتبر کتب میں درج کیا ہے جو کچھ ان کتابوں میں لکھا ہے اس کی صحت پر وہ محدثین ضامن ہوئے ہیں روایات پر جرح کرنے کے علاوہ بھی ان کے صحیح ہونے کے کئی طریقے ہیں جیسا کہ اس مضمون کی تین کتب پر اجماع ہونا اور میرے نزدیک ان بڑے بڑے فضلاء شیعہ کا روایات کی صحت کی نص کردینا راویوں کی توثیق کرنے سے کم نہیں۔ پھر ان میں شیخ محدث جلیل ابوالحسن شریف بھی ہے جیسا کہ اس نے اپنی تفسیر مراۃ الانوار کے مقدمے میں لکھا ہے پھر ان میں علامہ باقر مجلسی بھی ہے اس نے مراۃ العقول شرح اصول میں ایک باب باندھا ہے کہ پورا قرآن صرف اماموں نے جمع کیا۔ پھر ان میں سید محدث الجزائری بھی ہے اس نے منبع حیات میں بیان کیا پھر ان میں مولوی محمد تقی مجلسی بھی۔ ہے پھر ان میں فاضل مرزا علاء الدین بھی ہے جو شارح النہج ہے اور حاجی محمد اردبیلی جو علامہ مجلسی کا شاگرد ہے اس نے کتاب جامع الرواۃ کی ابتداء میں کہا کہ ’’حاصل کلام یہ ہے کہ میری کتاب کے اس نسخہ کی برکت سے ممکن ہے کہ تحریف قرآن کی روایات 12 ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہوں بمقابلہ ان روایتوں کے جو ہمارے علماء کے نزدیک مشہور ہیں‘‘ (فصل الخطاب صفحہ ۳۵۸)

اعلم انا قد ذکرنا فی ذیل الدلیل السابق صراحتہ دلالتہ ما تضمن کلمتہ السقوط والتغیر والتبدیل والتحریف والمحو علی المطلوب

’’خوب جان لو ہم نے دلیل سابق میں ذکر کیا ہے جو صاف اور صریح دلالت کرتی ہیں قرآن میں کلمات کو ساقط کرنے، تحریف کرنے، بدل دینے اور مٹا دینے پر‘‘ (ایضاً صفحہ ۳۵۸)

یہ اکابر شیعہ علماء تحریف قرآن کے عقیدے میں صرف ذاتی طور پر ہی رسوخ نہیں رکھتے بلکہ اس عقیدہ کے مبلغ ہیں اور اس کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں مگر بایں ہمہ قدرتی بات ہے کہ شیعہ کوئی بھی بات کرے اس پر تقیہ کا امکان ضرور ہوتا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ شیعہ کے نزدیک 9/10 حصہ دین جب تقیہ میں مضمر ہے تو اس گنج بادآور کو کوئی کیسے جانے دے اللہ جزا دے ان کے علامہ نوری طبرسی کو بات صاف کر گئے ہیں۔

فیقول العبد المذنب حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی جعله الله تعالیٰ من الواقفین ببابه المتمسکین بکتابه هذا کتاب لطیف و سفر شریف عملته فی تحریف القرآن وفضائح اهل الجور والغدوان وسمیته فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب وجعلت له ثلاث مقدمات وبابین واودعت فیه من بدائع الحکمة ماتقربه کل عین وارجو اممن ینتظر رحمته المسبؤن ان ینفعنی به یومه لا ینفع مال ولا بنون۔ (فصل الخطاب صفحہ ۲)

''گنہگار بندہ حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دروازے پر کھڑا ہونے والوں میں کرے اور اپنی کتاب سے تمسک کرنے والوں سے بنائے کہتا ہے کہ یہ کتاب بڑی لطیف اور گراں قدر ہے میں نے اس میں تحریف قرآن کا مسئلہ اور ظالموں کی برائیاں بیان کی ہیں اور اس کا نام رکھا ہے ''فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب'' میں نے اس میں تین مقدمات اور دو باب رکھے ہیں اور میں نے اس کتاب میں عجیب حکمتیں بیان کی ہیں جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور میں خدا سے امید کرتا ہوں اُس کی رحمت کی جس کے گنہگار لوگ منتظر ہیں کہ یہ کتاب مجھے قیامت کے دن نفع دے گی جس روز مال واولاد کچھ نفع نہ دیں گے'' (فصل الخطاب صفحہ ۲)

نوری طبرسی نے عقیدۂ تحریف قرآن کی اہمیت واضح کردی کہ یہ عقیدہ رکھنا ہی شیعہ کی نجات کے لئے کافی ہے بھلا کس کا دل گردہ ہے کہ قرآن پر ایمان لاکر نجات اخروی سے دستبردار ہوجائے۔ خلفائے ثلاثہ کے جوروظلم کے عقیدہ سے تو عقیدۂ تحریف قرآن میں چلا آجاتی ہے لہٰذا نوری طبرسی نے اپنی نجات کو یقینی بنانے کے لئے تحریف کتاب رب الارباب کے ساتھ ساتھ ضمنی طور پر صحابہ کرام بالخصوص اصحابہ ثلاثہ کو بھی ثواب پہنچانے کی کوشش کی ہے یہ نوری طبرسی پر ہی موقوف نہیں بلکہ شیعہ علماء کے نزدیک تحریف قرآن کا عقیدہ تو دراصل شیعہ مذہب کی بنیاد ہے۔ نوری طبرسی نے متقدمین شیعہ علماء کے نام لکھے ہیں اب متقدمین اور متاخرین علمائے شیعہ میں سے چند اور چوٹی کے حضرات کے نام دیئے جاتے ہیں۔

شیعہ عظیم محدث ابوالحسن شریف کہتا ہے کہ:

''خوب جان لو کہ جو چیز ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی کے متعلق ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ وہ تحریف قرآن اور قرآن میں کمی کا عقیدہ رکھتا ہے کیونکہ شیخ نے اس سلسلے میں بہت سی روایات اپنی کتاب کافی میں درج کی ہیں اور انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں لکھ دیا ہے کہ جتنی بھی روایات اس کتاب کافی میں ہیں ان پر مجھے یقین اور وثوق ہے کہ سب صحیح ہیں اور شیخ نے ان روایات پر کوئی جرح اور تنقید نہیں کی۔ اسی طرح کلینی کے استاد علی بن ابراہیم قمی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے ان کی تفسیر روایات تحریف قرآن سے پُر ہیں اور ان کو اس مسئلہ میں بڑا غلو تھا۔ اس مسئلہ پر شیعہ مفسرین کی جماعت نے اتفاق کیا ہے مثلاً مفسر عیاشی، نعمانی اور فرات بن ابراہیم وغیرہ اور اکثر محدثین، محققین، متاخرین شیعہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے اور شیخ اجل احمد طبرسی کا بھی یہی فرمان ہے جیسا کہ ان کی کتاب احتجاج طبرسی اس عقیدے کا اعلان کرتی ہے اور باقر مجلسی جو اہل بیت کے علوم کا خزانہ اور ان کی روایات کا خادم ہے اس نے بھی اپنی کتاب بحار الانوار میں اس مسئلہ کے متعلق سب سے بحث کی ہے۔ تحریف قرآن کے مسئلہ پر اس سے زیادہ بحث کرنا ممکن نہیں میرے نزدیک روایات کی پیروی کرنے اور آثار کی پڑتال کرنے کے بعد تحریف قرآن کا قول واضح ہے اس پر حکم کرنا ممکن ہے کہ مسئلہ تحریف قرآن ضروریاتِ مذہب شیعہ سے ہے اور سب سے بڑا فساد غصب خلافت کا ہے ان پر غور کرو تا کہ تم پر شیخ صدوق کا وہم عدم تحریف قرآن واضح ہو جائے جو انہوں نے اپنے رسالہ ''اعتقادیہ'' میں لکھا ہے''

(تفسیر مراۃ الانوار صفحہ ۶۹ فصل رابع)

یہ کتاب پوری تفسیر قرآن نہیں بلکہ سورۃ البقرہ کے نصف تک ہے مگر یہ تفسیر اس قدر بلند پایہ ہے کہ نوری طبرسی میں لکھتا ہے:

الشیخ ابی الحسن الشریف جد شیخنا صاحب الجواهر و جعله فی تفسیره المسمی بمراۃ الانوار من ضروریات مذهب التشیع

''شیخ ابو الحسن الشریف ہمارے شیخ صاحب الجواہر کا دادا ہے اس نے مسئلہ تحریف قرآن کو اپنی تفسیر مراۃ الانوار میں ضروریاتِ مذہب شیعہ کے طور پر ذکر کیا ہے'' (فصل الخطاب صفحہ ۳۲)

مختصر یہ کہ اس ''عظیم'' مفسر نے بڑی تحقیق کی ہے اور اس کا حاصل تحقیق یہ ہے کہ

(۱) مسئلہ تحریف قرآن میں اکابر شیعہ مفسرین متفق ہیں۔

(۲) تمام محدثین جو محقق ہیں متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین میں سے اس مسئلہ پر متفق ہیں۔

(۳) مثال کے طور پر جو نام شیخ نے ذکر کئے ہیں شیعہ مذہب میں بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۴) مسئلہ تحریف قرآن شیعہ مذہب کے ضروریاتِ دین سے ہے۔ یعنی جو شخص تحریف قرآن کا قائل نہیں اور قرآن کو صحیح اور کامل سمجھتا ہے وہ شیعہ مذہب سے خارج ہے۔

یہ آخری شق بڑی فیصلہ کن اور مابہ الامتیاز ہے یعنی مذہب اسلام کا فیصلہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی صحیح اور کامل کتاب نہ سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور مذہب شیعہ کا فیصلہ ہے کہ جو شخص تحریف قرآن کا عقیدہ نہ رکھے یعنی جو شخص موجودہ قرآن کو تحریف شدہ بدلا ہوا نہ سمجھے وہ مذہب شیعہ سے خارج ہے۔ واقعی یہ مقام بڑا نازک ہے تحریف قرآن کا مسئلہ ایسی حد فاصل ہے کہ تحریف قرآن کا عقیدہ رکھو تو اسلام سے خارج اور اگر نہ رکھو تو مذہب شیعہ سے خارج انسان کو فیصلہ کی آزادی ہے جو چاہے اختیار کرلے آخر آزادی رائے انسان کا پیدائشی حق جو ہوا۔

شیعہ محدث سید نعمت اللہ الجزائری کہتا ہے کہ:

الوارد فی الکتاب والسنة المتواترة بحیث ما من الضروریات الدینیة یکفر منکرھا اجماعا ووفاقا

”جو مسئلہ قرآن میں یا حدیث متواتر میں آجائے وہ ضروریاتِ دین سے ہے اور ضروریاتِ دین کا منکر اجماعاً واتفاقاً کافر ہے“ (انوارِ نعمانیہ جلد ۲ صفحہ ۴۸۴)

ہم نے تحریف قرآن کے منکر کے لئے شیعہ مذہب سے خارج کی ترکیب استعمال کی تھی مگر شیعہ محدث الجزائری نے تو کوئی ابہام نہیں رہنے دیا اور بات دوٹوک کردی کہ تحریف قرآن کا منکر کافر ہے۔ اب تو تقیہ کی ڈھال بھی کوئی کارآمد نظر نہیں آتی یعنی اگر کوئی شیعہ بزرگ کسی مصلحت کے تحت یہ باور کرانے کی کوشش کرے کہ ہم تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں تو اسے اعلان کرنا پڑے گا کہ شیعہ علماء از اول تا آخر مرتکب کفر تھے کیونکہ وہ سب تحریف قرآن کا عقیدہ اپناتے رہے بلکہ اس عقیدہ کو

ضروریاتِ دین میں شامل کرتے رہے لہٰذا اس جھوٹی رواداری اور تصنع سے کوئی فائدہ نہیں۔ اپنے دین کی ضروریات کی حفاظت کیجئے اور تحریف قرآن کے عقیدے پر قائم رہیے ورنہ آپ کے سارے شیوخ اور ثقۃ الاسلام اور مفسرین و محدثین آپ کے نزدیک کافر قرار پائیں گے۔

تحریف قرآن کا عقیدہ رکھنے والے چند جید شیعہ علماء

علامہ طبرسی نوری نے اپنی مشہور کتاب فصل الخطاب صفحہ ۳۰ میں جو فہرست (علماء شیعہ کی) مرتب کی ہے وہ درجِ ذیل ہے۔

(۱) علی بن ابراہیم القمی	شیخ کلینی
(۲) محمد بن یعقوب کلینی	ثقۃ الاسلام
(۳) سید محسن کاظمی	محدث
(۴) علامہ باقر مجلسی	
(۵) محمد بن الحسن الصفار	ثقۃ الجلیل
(۶) محمد بن ابراہیم نعمانی کلینی	
(۷) سعد بن عبداللہ قمی	ثقۃ الجلیل
(۸) علی بن احمد کوفی	
(۹) محمد بن مسعود عیاشی	شیخ جلیل
(۱۰) فرات بن ابراہیم کوفی	
(۱۱) محمد بن عباس ماہیار	متکلم
(۱۲) ابو سہیل اسمٰعیل بن علی لو بخت	تصانیف
(۱۳) اسحاق کاتب	جس نے امام مہدی کو دیکھا ہے
(۱۴) انیس الطائفہ ابوالقاسم حسین	سفیر ثالث
(۱۵) حاجب بن یشب بن سراج	

(۱۶) شیخ جلیل فصل بن سراج

(۱۷) محمد بن حسن شیباتی

(۱۸) احمد بن محمد بن خالد برقی مصنف کتاب محاسن

(محقق طوسی نے اپنی کتاب فہرست اور کشی نے رجال میں ان کی کتابوں میں سے کتاب تحریف قرآن کو شمار کیا ہے)

(۱۹) ثقہ محمد بن خالد

(۲۰) شیخ ثقہ علی بن حسن بن فغال

(۲۱) محمد بن حسن الصیر فی

(۲۲) احمد بن محمد سیار

(۲۳) شیخ حسن بن سلیمان تلمیذ شہید

(۲۴) ابو طاہر عبد الواحد بن عمر بن علی بن شہر آشوب

(۲۵) شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی

(۲۶) مولوی صالح محمد

(۲۷) فاضل سید علی خاں

(۲۸) مولوی محمد مہدی تراتی

(۲۹) استاد اکبر بہبہانی

(۳۰) محقق کاظمی

(۳۱) شیخ ابوالحسن شریف

(۳۲) شیخ علی بن محمد المقابی

(۳۳) سید جلیل علی طاؤس

(۳۴) شیخ الاعظم محمد بن محمد بن نعمان مفید

آخر میں علامہ نوری طبرسی لکھتے ہیں

وھو مذھب جمھور المحدثین الذین عثرنا علی کلمتھم

''یہ جمہور محدثین کا مذہب ہے جن کی باتیں ہم تک پہنچی ہیں''

اس فہرست کے بعد علامہ نوری نے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳۱ اور پھر صفحہ نمبر ۳۵۱ پر مزید شیعہ علماء کے نام لکھے ہیں جو تحریف قرآن کے قائل تھے پھر لکھتے ہیں

ان ناقلھا فی الکتب المعتبرة ثقة الاسلام الکلینی وشیخه علی بن ابراھیم وتلمیذه النعمانی والکشی وشیخ العیاشی والعفار وفرات بن ابراھیم وشیخ الطبرسی صاحب الاحتجاج وابن شھر آشوب والثقة النقة محمد بن العباس الماھبار واضرابھم

''تحریف قرآن کی روایات معتبر کتب میں نقل کرنے والے ثقۃ الاسلام کلینی ان کے استاد علی بن ابراہیم اور ان کے شاگرد نعمانی اور کشی اور ان کے شیخ عیاشی اور العفار اور فرات بن ابراہیم اور شیخ طبرسی مصنف احتجاج اور ابن شہر آشوب اور محمد بن عباس الماہیار اور اسی پائے کے لوگ''

وھو لاء اجل من ان یتھم فیھم سوء العقیدة وضعف فی المذھب وفتور فی الدین وعلیھم تدور رحی اثار الائمة الا طھار بل محدث لم یشرب من انا ئھم وای فقیه لم ینزل رحله بفنائھم وای مفسر غیر ذی رای استغنی عن اقتطاب جنائھم

''یہ جلیل فضلائے شیعہ اس بات سے بہت بلند ہیں کہ ان کے مذہب یا عقیدہ کے متعلق بدظنی کی جائے یا ان کے دین میں فتور کا گمان کیا جائے یہی وہ لوگ ہیں جن کے گرد ائمہ کی احادیث اور روایات کی چکی گھومتی ہے کوئی شیعہ محدث نہیں جس نے اس کے علمی برتن سے نہ پیا ہو کوئی شیعہ فقیہ نہیں جس نے اپنی سواری ان کے دروازے پر نہ بٹھائی ہو کوئی شیعہ مفسر ایسا نہیں جو ان کے باغ سے پھل کھانے سے مستغنی ہو''

علامہ طبرسی نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے تحریف قرآن کا عقیدہ ان فضلاء شیعہ کا ہے جو شیعہ تفسیر، حدیث اور فقہ بلکہ پورے دین شیعہ کا مصدر مرکز اور ملجاو ماویٰ ہیں لہٰذا کوئی شیعہ تقیہ کے بہانے سے بھی تحریف قرآن کا انکار نہیں کرسکتا کیونکہ ایسا کرنے سے اس پوری جماعت کو کافر قرار دینا پڑتا ہے۔ (جاری ہے)

زبیر علی زئی کے جھوٹ

علامہ مولانا سعید اللہ خان نقشبندی

دوسری اور آخری قسط

معزز قارئین! پہلی قسط میں آپ غیر مقلدوں اور بالخصوص زبیر علی زئی کا جھوٹ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے چند حوالے رہ گئے تھے۔ جو کہ حاضر خدمت ہیں:

لامذہب زبیر علی زئی لکھتا ہے:

سائل۔ نے عہد حاضر کے اہل حدیث پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ کو گمراہ سمجھتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ الزام باطل ہے جس کا سائل نے کوئی حوالہ اور ثبوت پیش نہیں کیا۔

(تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات ج۲ ص ۱۲۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور اشاعت ستمبر ۲۰۰۹ء)

ایک طرف یہ کہتا ہے کہ یہ ہم پر الزام ہے۔ لیکن دوسری طرف دیکھئے ان گستاخوں کو خود ان کے امام داؤد غزنوی سمجھاتے رہتے تھے:

غیر مقلدوں کے ثقہ عالم ابو بکر غزنوی اپنے والد داؤد غزنوی وہابی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اہل حدیث کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ادب و احترام کی تلقین کرتے رہے۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی ص ۳۷۷ مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور اشاعت ثانی اکتوبر ۱۹۹۴ء)

نیز اسی زبیر علی زئی کی کتابیں شائع کرنے والے محمد سرور عاصم وہابی "مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد" نے غیر مقلدوں کے محقق شہیر عبد القادر عارف حصاری کی کتاب "معیار صداقت" اکتوبر ۲۰۰۳ء میں شائع کی۔ اس کتاب میں "مرجیہ کے عقائد" کا عنوان قائم کر کے اس غیر مقلد عبد القادر حصاری نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو گمراہ، جہمی ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۳۶۔۳۷۔ جس میں ایک جگہ لکھتا ہے:

امام احمدؒ نے مرجیہ کے قول کو خبث الاقاویل فرمایا ہے۔ قاضی شریح نے گواہی قبول نہ کی کہ وہ فاسد العقیدہ تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ امام ابوحنیفہؒ مرجیہ ہونے کو پسند کرتے تھے۔

(معیار صداقت ص ۳۶۔۷ ۳ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد تاریخ اشاعت اکتوبر ۲۰۰۳ء)

نیز ایک جگہ عنوان قائم کیا ہے:

ابوحنیفہ اور ان کے فتوؤں کی حقیقت

(معیار صداقت ص ۴۶ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد تاریخ اشاعت اکتوبر ۲۰۰۳ء)

معزز قارئین! دیکھئے اسی زبیر علی زئی کی کتب شائع کرنے والے مکتبہ نے جو کتاب شائع کی اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ پر حملے کئے گئے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ یہ الزام ہم پر باطل ہیں۔ اسی طرح زبیر علی زئی کے مسلکی بھائی اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے اور گالیاں دینے والے خبیث پروفیسر محمد اکرام نسیم ججہ لکھتا ہے:

امام محمد بن حیان نے کہا کہ ایک آدمی نے امام ہشیم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو اس آدمی نے اس مسئلے کے بارے میں ایک حدیث بیان کی۔ اس آدمی نے کہا بے شک ابوحنیفہ ،اور محمد بن حسن اور ان کے اصحاب اس (حدیث) کے الٹ کہتے ہیں۔ امام ہشیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے عبداللہ! ((ان العلم لا یوخذ من السفل))

بے شک جاہلوں سے علم حاصل نہیں کیا جاتا۔

معلوم ہوا کہ ابوحنیفہ اور اس کے ساتھی۔ حدیث کے خلاف ہی رائے رکھتے ہیں۔ اسی لیے امام یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

(......عربی عبارت...... کتاب السنۃ)

ابوحنیفہ فطرت پر پیدا نہیں ہوا امام ابوصالح نے کہا کہ میں نے امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا انہوں نے کہا ابوحنیفہ نے چار سو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رد کیا ہے۔

(مسئلہ رفع الیدین تحریری مناظرہ ص ۷ مطبوعہ ادارہ تفہیم توحید وسنۃ)

امام شریک کے حوالے سے لکھتا ہے:

ابوحنیفہ فسادی اور جھگڑالو آدمی تھا اور اس جھگڑالوپن سے ہی پہچانا جاتا تھا اور یہی حال آپ کے متبعین اور مقلدین کا ہے۔

(مسئلہ رفع الیدین تحریری مناظرہ ص ۱۱ مطبوعہ ادارہ تفہیم توحید وسنہ)

اسی طرح یہ خبیث لکھتا ہے:

محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کو ضعیف ناقص الحفظ اور حدیث میں غلطیاں کرنے والا لکھا ہے...... کم ازکم اسی ائمہ محدثین فقہاء فضلا نے امام صاحب کو ناقص الحافظہ اور حدیث کم جاننے والا اور اس کی جانچ پرکھ میں ناقص نیز عربی زبان میں ناقص بتایا ہے......

(مسئلہ رفع الیدین تحریری مناظرہ ص ۱۱۵ مطبوعہ ادارہ تفہیم توحید وسنۃ)

یحییٰ بن معین کے حوالے سے لکھتا ہے:

ابوحنیفہ مرجیہ تھا......

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتا ہے:

امام ابواسحاق نے کہا میں سفیان ثوری کے پاس تھا تو ان کے ہاں ابوحنیفہ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا الحمدللہ اچھا ہوا مر گیا ابوحنیفہ تو اسلام کی کڑیوں کو ایک ایک کر کے توڑ رہا تھا اسلام میں اس سے زیادہ منحوس کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ (تاریخ صغیر ص ۱۷۱)

فرمایا:

اس امت میں ابوحنیفہ سے زیادہ نقصان پہنچانے والا کوفہ میں کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔

(کتاب السنۃ ص ۱۹۵۔۱)

ذاتی آرا سے فقہ مرتب کرنے والا واقعی روئے زمین پر ان سے بڑا نہ تھا۔

(مسئلہ رفع الیدین تحریری مناظرہ ص ۱۶۳ مطبوعہ ادارہ تفہیم توحید وسنۃ)

کتاب المعرفۃ کے حوالے سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو کافر ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

امام یحییٰ بن حمزہ سے اور امام سعید نے سنا کہ ابوحنیفہ نے کہا اگر کسی شخص نے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے جوتی کی عبادت کی تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا امام سعید بن ابی عروبہ (۱۵۶ھ) نے فرمایا یہ صریح کفر ہے۔ مشرکین مکہ بزرگوں کے بنائے ہوئے بتوں کی عبادت کر کے اللہ کا تقرب حاصل کریں تو قرآن انہیں مشرک ٹھہرائے اور آپ کے امام اعظم تم لوگوں سے جوتی کی عبادت کرائیں تو آپ کو اللہ کا قرب حاصل ہو جوتوں کی عبادت کرنے والے مقلد ہیں ہی جوتوں کے لائق۔ (العیاذباللہ)

(مسئلہ رفع الیدین تحریری مناظرہ ص ۱۶۷۔۱۶۸ مطبوعہ ادارہ تفہیم توحید وسنۃ)

یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والا خبیث پروفیسر محمد اکرام نسیم جبہ کوئی فضول قسم کا وہابی مولوی نہیں بلکہ غیر مقلدوں کی ایک مستند شخصیت ہے۔ اس خبیث کے ترجمے کے لئے ملاحظہ فرمائیں غیر مقلدوں کے مستند مؤرخ محمد اسحاق بھٹی کی کتاب ''دبستانِ حدیث'' ص ۶۷۱ تا ۶۷۳ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور اشاعت اول ۲۰۰۸ء۔

محمد رئیس ندوی کی کتاب ''اللمحات الی مافی انوار الباری من الظلمات'' جس کے تقریباً ہر صفحے پر آپ کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی توہین اور بہت ہی برے الفاظ میں تذکرہ ملے گا۔ اور تقریباً امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سارے فضائل ومناقب کو موضوع یعنی جھوٹ ثابت کر دیا۔ لیکن ان غیر مقلدوں کے دعوے دیکھو کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ محبت ہم یعنی غیر مقلد کرتے ہیں۔

ابو الاقبال سلفی خبیث وہابی نے اپنی کتاب ''مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف'' میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر بڑے توہینی لہجہ میں کیا ہے۔ جب ذکر کرتا ہے حنفیوں کا رب ابوحنیفہ کہہ کر ذکر کرتا ہے یہ خبیث کہتا ہے:

حنفی مذہب کے بانی اور رب امام ابوحنیفہ......

(مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص ۱۷ مطبوعہ ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

یہ تمام صفات جو اس امت کے یہودیوں کی بیان کی گئی ہیں۔ حقانی صاحب اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہیں یہ ساری باتیں امام نعمان بن ثابت کی بیٹی حنیفہ کی طرف منسوب حنفیوں کے اندر تو نہیں ہیں۔

(مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف ص ۲۴ مطبوعہ ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی)

اسی طرح امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں گستاخیوں اور نازیبا الفاظ کے لئے گستاخ وہابی ملا ابی عبدالرحمن مقبل بن ھادی متوفی ۱۴۲۲ھ کی "نشر الصحیفۃ فی ذکر الصحیح من اقوال ائمۃ الجرح و التعدیل فی ابی حنیفۃ" جو ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ گستاخ غیر مقلد میرے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتنا گستاخانہ اور گمراہ کن نظریہ رکھتے ہیں۔

قارئین! ان گستاخیوں کے باوجود ان غیر مقلدوں کی ہٹ دھرمیوں کو دیکھئے کہ کوئی کیا کہتا ہے تو کوئی کیا کہتا ہے:

پہلی قسط میں زبیر علی زئی کے ثقہ استاد اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کا دشمن محب اللہ راشدی کے حوالے سے محمد بن عبداللہ ظاہری سندھی خبیث کی کتاب "امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں" (جس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کو کافر ثابت کیا ہے اور گالیاں دی ہیں) ملاحظہ فرما چکے ہیں اس کے تقریظ میں یہ محب اللہ لکھتا ہے:

فاضل مصنف نے اس سلسلہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔

(امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں ص ۶ مطبوعہ مکتبہ الاسلامیہ کراچی)

اسی طرح زبیر علی زئی کا ایک اور ثقہ استاد اور حرم شریف پر حملہ کروانے والے پیر بدیع الدین راشدی لکھتے ہیں:

ہم خود کچھ نہیں کہتے بلکہ متقدمین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

(تنقید سدید بر رسالہ اجتہاد وتقلید ص ۳۹۵ مطبوعہ مکتبۃ الامام البخاری متصل مسجد اہل حدیث کورٹ روڈ کراچی طبع ثانی ۲۰۰۷ء)

اور ایک جگہ لکھتے ہیں:

اہل حدیث اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ صرف متقدمین کے اقول نقل کرتے ہیں۔

(تنقید سدید بر رسالہ اجتہاد وتقلید ص ۳۹۲ مطبوعہ مکتبۃ الامام البخاری متصل مسجد اہل حدیث کورٹ روڈ کراچی طبع ثانی ۲۰۰۷ء)

اسی طرح زبیر علی زئی کا ایک اور ثقہ مولوی محمد جونا گڑھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے پہلے کہتا ہے:

امام صاحب کا حدیثوں کو رد کرنا...... میرے سامنے تو امام صاحب کا وہ قول ہے جو جواب نمبر ۳ میں گزرا۔ اس لئے میں تو ادباً اپنی زبان وقلم کو روکتا ہوں......

(سراج محمدی ص ۱۹ مکتبہ محمدیہ چک ۱۹ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال)

اس ادب اور اپنے قلم کو روکنے کے بعد امام اعظم رضی اللہ عنہ کی توہین کرکے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ثابت کرکے آخر میں کہتے ہیں:

کاش کہ آپ یہ سوال ہی نہ کرتے۔

(سراج محمدی ص ۲۰ مکتبہ محمدیہ چک ۱۹ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال)

اسی طرح امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مشہور گستاخ محمد ابو القاسم بنارسی کہتا ہے:

بفضلہٖ ہم لوگ اس (اہانت امام اعظم رضی اللہ عنہ) سے بالکل بری ہیں۔ باقی رہی جرح وقدح! یہ تو محدثوں کا کام ہی ہے اور اس کو اہانت نہیں کہا کرتے۔

(الامر المبرم لابطال الکلام المحکم ص ۱۶ مطبوعہ اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور)

واہ رے واہ کیا مذہب ہے کسی کو گالیاں دو، کافر کہو، جوتی کی پوجا کرنے والا مشرک کہو، جہمی کہو، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دشمن قرار دو اور پھر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی توہین اور رد پر کتاب بھی لکھ مار کر بڑے مزے سے کہو ہم امام اعظم رضی اللہ عنہ کی توہین سے بری ہیں، سب سے زیادہ محبت ہم کرتے ہیں، ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، ہم ائمہ کی غایت درجے کی تکریم کرتے ہیں، یہ الزام ہم پر باطل ہے، اپنے قلم کو ادب آرو کتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔

امام المسلمین امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا لقب امام اعظم

امام المسلمین امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لقب ''امام اعظم'' کے لئے فقیر ناچیز نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دشمنوں ہی کی کتب سے پہلی قسط میں کئی حوالے نقل کئے تھے۔ ان کے علاوہ جو رہ گئے تھے وہ حاضر خدمت ہیں:

زبیر علی زئی کے امام سید محمد نذیر حسین دہلوی تلوار اٹھا کر زبیر علی زئی پر وار کرتے ہوئے تیسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

(فتاویٰ نذیریہ کتاب التقلید والاجتہاد ج ۱ ص ۱۸۴ مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور اشاعت جولائی ۲۰۱۰ء)

نیز ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

امام اعظم۔

(فتاویٰ نذیریہ کتاب الجنائز ج ۱ ص ۷۱۶ مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث حافظ پلازہ مچھلی منڈی اردو بازار لاہور اشاعت جولائی ۲۰۱۰ء)

غیر مقلدوں کے مستند امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب ''جلب المنفعة فی الذب عن الائمة المجتهدین الاربعة'' میں لکھتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔

(جلب المنفعۃ فی الذب عن الائمۃ المجتہدین الاربعۃ ص ۵ تا ۶ مطبوعہ طبع اول اگرہ اکبر آباد بادارۃ مالکہا المنشی محمد احمد خان الصوفی)

اس کتاب میں کئی جگہ پر میرے امام کے لئے امام اعظم رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ بلکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل پر پورا ایک باب باندھا ہے جس کے شروع میں لکھتے ہیں:

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کہ اول ائمہ اربعہ اہل اجتہاد است و امام دار الھجرہ مالک بن انس و امام شافعی و امام احمد این ہر چہار بزر گوار رضی اللہ عنہم اجمعین در قرن ثالث از قرون ھجرت مشہور لھا بالخیر بودند زیرا کہ وفات امام اعظم در ستہ پنجاہ دشش بودہ و وفات امام مالک در سنہ ھفتادو نہ اتفاق وفتادہ و ولادت شافعی در سال وفات امام اعظم صورت بستہ و امام احمد در سنہ ثلث و چہار متولد گشتہ چنانکہ فلانی در ایقاظ اللھم ذکر نمودہ ست و در حدیث عمران بن حصین ست قال قال رسول اللہ ﷺ خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الحدیث متفق علیہ و درین حدیث اگر لفظ قرنی را مخصوص بزمان حیات نبوت دارند ﷺ چنانکہ مسلک بعض اعلام ست دو قرن صحابہ و تابعین باقی می ماند و نزد کسیکہ قائل ست بوجود بعض صحابہ در زمان امام اعظم گو ایشان را ندیدہ باشد علی اختلاف خبرین فی تعریف التابعی این امام ھمام منسلک بود در سلک تابعین و اگر مراد بقرنی قرن صحابہ باشد پس تبع تابعین ھم داخل اند درین حدیث ولکن اظھر اول ست و دریصورت امام اعظم رضی اللہ عنہ منجملہ تبع تابعین باشد و این فضیلت ھم بسیار کلان ست زیرا کہ خیریت مذکورہ شامل ھر سہ زمان است۔۔۔

(جلب المنفعۃ فی الذب عن الائمۃ المجتہدین الاربعۃ ص ۵۷۔۵۸ مطبوعہ طبع اول اگرہ اکبر آباد بادارۃ مالکہا المنشی محمد احمد خان الصوفی)

صاحبزادہ محمد علی حسن خان اپنے والد نواب صدیق حسن خان کے بیان کو اردو میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نسبت وہ لکھتے ہیں کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ کو ائمہ اربعہ اجتہاد میں

شرف تقدم حاصل ہے وہ اور امام دار الہجرت مالک بن انسؒ وامام شافعیؒ وامام احمدؒ یہ چاروں اکابر قرون ہجرت مشہود لہا بالخیر کے قرن ثالث میں موجود تھے عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم الحدیث متفق علیہ اس حدیث میں اگر لفظ قرنی کو زمانہ حیات نبوتؐ سے مخصوص قرار دیا جائے جیسا کہ بعض علماء اعلام کا مسلک ہے۔ تو دو قرن صحابہ اور تابعین کے باقی رہتے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک جو زمانہ امام اعظمؒ میں بعض صحابہ کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں گو امام صاحب نے ان کو نہ دیکھا ہو۔ علیٰ اختلاف خبرین فی تعریف التابعی اس صورت میں امام ہمامؒ جماعت تابعین میں داخل ہیں۔ اور اگر لفظ قرنی سے صحابہ کا قرن مراد لیا جائے تو تبع تابعین بھی اس حدیث میں شامل ہیں۔ لیکن قول اول اظہر ہے۔ اس صورت میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تبع تابعین میں داخل ہیں۔ بجائے خود ایک عظیم الشان فضیلت ہے اس لئے کہ خیریت کا لفظ تینوں زمانوں پر حاوی ہے ان ائمہ عظام اور اصحاب خیر القرون کے حق میں جن کے فضائل ومناقب کتب صحیحہ میں مرقوم ہیں۔ حاشا وکلا۔ کبھی کوئی سوء ظن ہمارے دل میں خطور نہیں کرتا و نعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ اگر یہ اکابر ملت نہ ہوتے تو قرآن کریم کو کون ہم تک پہنچاتا اور اجتہاد کا باب کون ہمارے منہ پر مفتوح کرتا۔ اگر یہ حاملان علوم نبوت و ناقلان روایات ملت مطعون اور مجروح قرار دیجائیں اور ان کی شان میں سوء ظن روا رکھا جائے تو پھر وہ کون ہے جس پر سلف صالحین کا اطلاق کیا جائے یہ حسن عقیدت اور ارادت صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ جو تمام مجتہدین میں علم وفضل وعمل کے لحاظ سے اول درجہ رکھتے ہیں۔ بلکہ تمام ائمہ عظام امام شافعی اور امام احمد اور ان کے نظراء جو جہابذہ حدیث وسنت تھے سب کے ساتھ ہے۔ اور حفظ مراتب ونگہداشت مناصب میں سب کا حکم یکساں اور حکم واحد ہے۔ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی حصہ چہارم ص ۶۔۷۔۸ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنو طبع سنہ ۱۹۲۴ء)

یہی نواب صدیق حسن خان اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی وی چنانکہ در علم دین منصب امامت دارد ہم چناں در زہد وعبادت امام سالکان است۔ (تقصار جیود الاحرار ص ۹۳)

صاحبزادہ محمد علی حسن خان اپنے والد نواب صدیق حسن خان کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

مذہب حضرت امام اعظم۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی حصہ چہارم ص ۵ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ طبع سنہ ۱۹۲۴ء)

یہی صاحبزادہ محمد علی حسن خان اپنے والد نواب صدیق حسن خان کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

امام اعظمؒ

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی حصہ چہارم ص ۸ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ طبع سنہ ۱۹۲۴ء)

نیز لکھتے ہیں:

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی حصہ چہارم ص ۱۲ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ طبع سنہ ۱۹۲۴ء)

نیز لکھتے ہیں:

امام اعظمؒ فرماتے ہیں۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی حصہ چہارم ص ۱۵ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ طبع سنہ ۱۹۲۴ء)

نیز لکھتے ہیں:

امام اعظم۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی حصہ چہارم ص ۱۶ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ طبع سنہ ۱۹۲۴ء)

نوٹ:۔ یہ کتاب اور اس کا راوی علی حسن، زبیر علی زئی کے نزدیک ثقہ ہے۔ اس لئے کہ اسی کتاب اور اسی راوی کے ذریعہ سے غیر مقلدوں کے ثقہ اور مستند امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی پر زبیر علی زئی نے جرح کی ہے۔ حالانکہ وہ بالکل فضول قسم کی جرح ہے۔ تاہم یہ ثابت ہوا کہ زبیر علی زئی کے منگھڑت اور گستاخانہ اصول کے مطابق اس کتاب کا راوی ثقہ ہے۔ (اس کے اثبات کے لئے مقالہ ''غیر مقلدوں

کی گمراہ کن صوفیت" ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں فقیر ناچیز نے ثابت کر دیا ہے کہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلدوں کے ثقہ اور مستند امام ہے اور زبیر علی زئی کی جرح فضول اور مردود ہے)

غیر مقلدوں کے خادم الفقہاء والمحدثین محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی الملقب بامام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان ...... امام احمد علیہ الرحمۃ کو جن کا ذکر خیر ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ جب قرآن شریف کے غیر مخلوق کہنے پر خلیفہ وقت نے سخت سزا دی تو اس وقت آپ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر کے دیا کرتے تھے اور ان کے حق میں دعائے رحمت کیا کرتے تھے...... امام اعظم علیہ الرحمۃ......

(احکام المرام باحیاء مآثر علماء الاسلام باب اول ص ۵۴ وص ۶۵ مطبوعہ سبحانی اکیڈمی اردو بازار لاہور طبع ثانی ۱۹۹۲ء)

قبہ بنانا موضوع نہیں لیکن وہابیوں اور بالخصوص زبیر علی زئی کی تباہی کے لئے یہ حوالہ بھی پیش خدمت ہے چنانچہ ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

شرف الملک ابوسعید محمد بن منصور خوارزمی مستوفی مملکت ملک شاہ سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں آپ کی قبر پر قبہ بنایا اور پاس ہی ایک مدرسہ بھی حنفیوں کی تعلیم کے لیے بناء کیا۔ ابوجعفر مسعود بیاض نے آپ کی قبر کی طرف اشارہ کر کے یہ شعر پڑھے:

الم تر ان العلم کان مبددا فجمعه هذا المغیب فی اللحد

کذلک کانت هذه الارض میتة فانشرها فعل العمید ابی سعد

ترجمہ: کیا تو نہیں دیکھتا کہ علم ضائع ہوا چلا تھا۔ تو اس شخص نے جو اس قبر میں غائب ہے اسے جمع کیا۔ اسی طرح یہ زمین مردہ تھی تو سردار ابوسعد کے فعل سے پھر بارونق وآباد ہو گئی۔

اسلامی دنیا کے اکثر حصے میں آپ ہی کے مقلد ومعتقد ہیں۔ اور ان ممالک میں آپ کا مذہب صدیوں سے رائج ہے۔ براعظم ایشیا کے اکثر ملکوں میں صرف آپ ہی کے مقلد ہیں اور ان میں اکثر آپ ہی کی فقہ کے مطابق امور شرعیہ فیصلہ پاتے ہیں۔ دیگر مذاہب کے مقلدان کے مقابلے میں بالکل

بہت تھوڑے ہیں۔

(احکام المرام باحیاء مآثر علماء الاسلام باب اول ص ۶۵، مطبوعہ سبحانی اکیڈمی اردو بازار لاہور طبع ثانی ۱۹۹۲ء)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر گنبد اور ان اشعار کا ذکر (جن کو دیکھ کر غیر مقلدوں کی نیندیں حرام ہوئی ہونگی) کو ان علماء نے بھی ذکر کیا ہے:

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل ابن عمر بن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں۔

فیھا بنی ابو سعد المستوفی الملقب بشرف الملک مشھد الامام ابی حنیفة النعمان ببغداد و عقد علیه قبة و عمل بازائه مدرسة و انزلھا المدرس الفقھاء فدخل ابو جعفر ابن البیاضی زائر الابی حنیفة فانشدار تجالا:

الم تر ان العلم کان مضیعا فجمعه ھذا المغیب فی اللحد

کذلک کانت ھذہ الارض میتة فانشرھا جو دالعمید ابی السعد

ترجمہ: اس سال (۴۵۹ھ) ابوسعید مستوفی ملقب بہ شرف الملک رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مزار تعمیر کرایا اور اس پر ایک گنبد بنایا اور اس کے سامنے ایک مدرسہ بنایا اور ابو جعفر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آیا تو اس نے یہ اشعار پڑھے:

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ علم ضائع ہو چکا تھا اور اس لحد میں جو شخص پوشیدہ ہے اس نے اسے اکٹھا کیا اسی طرح یہ زمین بھی مردہ تھی اور اسے العمید ابو سعد کی سخاوت نے زندہ کیا ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر دخلت سنۃ تسع وخمسین وار بعمائۃ ج ۱۶ ص ۱۲ مطبوعہ للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۷ بتحقیق الدکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، المنتظم ج ۱۶ ص ۱۰۰۔ الکامل ج ۱۰ ص ۵۴)

امام ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن خلکان شافعی متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

وبنی شرف الملک ابو سعد محمد بن منصور الخوارزمی مستوفی مملکة السلطان ملک شاہ السلجوتی علی قبر الامام ابی حنیفة مشھداً و قبة وبنی عندہ مدرسة کبیرة للحنفیة و لما فرغ من عمارة ذلک رکب الیھا فی جماعة من الاعیان لیشاھدوھا فبیناھم ھناک اذ دخل علیھم الشریف ابو جعفر مسعود المعروف بالبیاضی الشاعر

المقدم ذکرہ وانشدہ:

الم تر ان العلم کان مبددا فجمعه هذا المغیب فی اللحد
کذلک کانت هذہ الارض میتة فانشرها فعل العمید ابی السعد
فاجازہ ابو سعد جائزة سنیة

ولهذا ابی سعد مدرسة بمدینة مرو وله عدة ربط وخانات فی المفاوز وکان کثیر الخیر وعمل المعروف وانقطع فی آخر عمرہ عن الخدمة ولزم بیته وکانوا یرجعونه فی الامور وتوفی فی المحرم سنة اربع وستین واربعمائة باصبهان رحمه اللہ تعالی۔

ترجمہ: شرف الملک ابوسعد محمد بن منصور خوارزمی جس نے سلطان ملک شاہ سلجوقی کی حکومت کو مکمل طور پر لے لیا تھا نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر مزار اور گنبد بنایا اور اس کے پاس حنفیہ کے لئے ایک بڑا مدرسہ بنایا اور جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اعیان کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی طرف آیا کہ وہ اسے دیکھیں اسی دوران میں الشریف ابوجعفر مسعود جو البیاضی الشاعر کے نام سے مشہور ہے ان کے پاس آیا تو اس نے یہ اشعار سنائے:

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ علم ضائع ہو چکا تھا اور اس لحد میں جو شخص پوشیدہ ہے اس نے اسے اکٹھا کیا
اسی طرح یہ زمین بھی مردہ تھی اور اسے العمید ابوسعد کے فعل نے زندہ کیا ہے۔

سو ابوسعد نے اسے قیمتی انعام دیا۔

اور اس ابوسعد کا مرو شہر میں بھی ایک مدرسہ ہے اور جنگلات میں اس کی کئی خانقاہیں اور سرائیں ہیں وہ بہت اچھے کام کرنے والا تھا آخری عمر میں وہ خدمت سے رک گیا اور اس نے اپنے گھر کو نہیں چھوڑا اور لوگ امور کے بارے میں اس سے گفتگو کرتے تھے اور اس نے محرم ۴۶۴ھ میں اصبہان میں وفات پائی۔

(وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ج ۵ ص ۱۴۴ مطبوعہ دار صادر بیروت طبع سنۃ ۱۹۹۴ء بتحقیق الدکتور احسان عباس)

ان کے علاوہ اس کے کثیر حوالہ جات فقیر ناچیز کے رسالے ''گنبد بنانے کی شرعی حیثیت'' (جو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ''رسائل سعید اللہ خان'' میں چھپ جائیگا) میں ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدوں کے ثقہ عالم داؤد غزنوی لکھتے ہیں۔

حضرت الامام الاعظمؒ۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی ص ۷۸ ۳ مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور اشاعت ثانی اکتوبر ۱۹۹۴ء)

نیز غیر مقلدوں کے ثقہ عالم داؤد غزنوی لکھتے ہیں۔

نواب صدیق حسن خانؒ جن کا ذکر بعض حلقوں میں اہانت اور تحقیر کے ساتھ کیا جاتا ہے اپنی مشہور تصنیف الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ میں تبع تابعین کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے یہ تیسرا طبقہ ہے اور اس طبقے کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

منهم الامام جعفر الصادق وابو حنيفه النعمان بن ثابت الامام الاعظم ومالك والاوزاعی والثوری وابن جريح و محمد بن ادريس الشافعی وغيرهم وهذه الطبقات الثلاثة هی المشهور لها بالخير على لسان نبينا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم... وهم الصدر الاول والسلف الصالح والمحتج بهم فی كل باب۔

کہ ان تبع تابعین میں سے امام جعفر صادقؒ، امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ وغیرہم ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ تین زمانے (صحابہ تابعین تبع تابعین) خیر و برکت کے ہیں اور یہی اسلام کے صدر اول اور ہمارے سلف صالح ہیں جن سے ہر باب میں سند پیش کی جاسکتی ہے۔

(حضرت مولانا داؤد غزنوی ص ۷۸ ۳۔۳۷۹ مطبوعہ فاران اکیڈمی قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور اشاعت ثانی اکتوبر ۱۹۹۴ء)

غیر مقلدوں کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کے شاگرد فضل حسین بہاری لکھتے ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ۔۔

(الحیاۃ بعد المماۃ معروف بہ سوانح عمری سید محمد نذیر حسین دہلوی ص ۲۹۵)

نیز ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

(الحیاۃ بعد المماۃ معروف بہ سوانح عمری سید محمد نذیر حسین دہلوی ص ۲۹۶)

زبیر علی زئی کے مستند اور ثقہ عالم اور داؤد ارشد وہابی کے ہیرو اور شیر پنجاب ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری اپنی کتاب ''اہل حدیث کا مذہب'' میں لکھتے ہیں۔

اسی وصیت کے مطابق امام صاحب کے شاگردوں نے ہمیشہ عمل کیا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ اور بھی آپ کے کئی جلیل القدر تلامذہ راز عموماً مسائل میں وہ استاد سے مختلف ہیں۔

(رسائل ثنائیہ اہل حدیث کا مذہب ص ۶۱ مطبوعہ دار الکتب السلفیہ شیش محل روڈ لاہور طبع اول مئی ۲۰۰۶ء)

زبیر علی زئی کے مسلکی شیخ الاسلام اور ہیرو ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری کی سوانح ''نقوش ابو الوفاء'' میں ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی جس کی ترتیب آپ کے مسلکی خطیب احسان الٰہی ظہیر نے کی ہے۔اس میں اس غیر مقلد ہیرو کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

اس باب میں حرف آخر کے طور پر امام اعظم صاحب کا قول کافی ہے۔

(نقوش ابو الوفاء ص ۲۳۴ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ کشمیری بازار لاہور تاریخ اشاعت جنوری ۱۹۶۹ء)

زبیر علی زئی آپ کے شہید وہادی ممبر اسماعیل دہلوی جن کے بارے میں آپ کا امام محمد حسین بٹالوی جن کا احسان تمام غیر مقلدوں پر قیامت تک باقی رہے گا۔جس نے انگریزوں سے اہل حدیث کا لقب آلاٹ کروایا وہ لکھتے ہیں:

مولوی محمد اسماعیل مرحوم دہلوی نے (جو گروہ اہل حدیث کے ایک ہادی ممبر تھے) رسالہ منصب امامت میں......

(الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۵۵ مطبوعہ وکٹوریہ پریس میں چھپا)

یہاں سے معلوم ہوا کہ اسماعیل دہلوی پکے اہل حدیث تھے اور یہ کتاب منصب امامت بھی غیر مقلدوں کی مستند کتاب ہے۔جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے مضمون ''غیر مقلدوں کی گمراہ کن صوفیت'' میں غیر مقلدوں کی گمراہ کن صوفیت کے حوالے سے استدلال کریں گے اور اس کا ہار زبیر علی

زئی کے گلے میں ڈالیں گے۔

اسماعیل دہلوی کہتا ہے:

میں یہ کہتا ہوں امام اعظم کو جو حدیث نہیں پہنچی اور وہاں انہوں نے اپنی رائے سے بیان کیا اور اس کے خلاف حدیث موجود ہے تو ہمارا فرض ہے حدیث نبوی کے آگے امام اعظم کے قول یا رائے کو تسلیم نہ کریں۔

(حیات طیبہ سوانح عمری شاہ اسمٰعیل شہید ص ۸۲ مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشران کتب اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت مئی ۱۹۸۴ء)

نیز ایک اور جگہ زبیر علی زئی کا یہ شہید کہتا ہے:

آپ کا اصلی نام نعمان ہے اور کنیت ابوحنیفہ ہے اور لقب امام اعظم ہے۔

(حیات طیبہ سوانح عمری شاہ اسمٰعیل شہید ص ۸۴ مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشران کتب اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت مئی ۱۹۸۴ء)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسماعیل دہلوی پکا غیر مقلد تھا۔ اس کے باوجود آپ کا طالب الرحمن فضول قسم کے دلائل سے اس کو حنفی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔

زبیر علی زئی آپ کے مرزا حیرت دہلوی وہابی لکھتے ہیں۔

نہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سا کوئی پیدا ہوا۔

(حیات طیبہ سوانح عمری شاہ اسمٰعیل شہید ص ۳۹ مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشران کتب اردو بازار لاہور تاریخ اشاعت مئی ۱۹۸۴ء)

امام صاحب اور قیاس

زبیر علی زئی کے مسلکی شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

علماء نے ایسے مسائل کا تذکرہ فرمایا ہے جہاں امام ابوحنیفہ نے قیاس کو صرف اس لیے ترک فرمایا کہ وہ نص کے خلاف تھے مثلاً:

(ا) رمضان المبارک میں بھول کر کھا پی لینا قیاس چاہتا ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے امام صاحب نے فرمایا کہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ احادیث میں آیا ہے۔ (مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ضمیمہ الجواہر المضیۃ: ۴۷)

(مقالات حدیث مسئلہ درایت وفقہ راوی کا تحقیقی جائزہ ص ۵۸۱ مطبوعہ ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالہ طبع اول فروری ۲۰۰۹ء)

زبیر علی زئی کے مسلکی امام علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت وہ تو سب مجتہدوں ، سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے ان کا قول تو یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہیں اسی طرح صحابی کا قول بھی۔

(لغات الحدیث عربی اردو (باب الجیم مع الھاء) ج ا ص ۱۳۶ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

وحید الزماں پر بھی زبیر علی زئی ، صدیق رضا وغیرہ وغیرہ کی جرح مردود ہیں۔

محمد پالن حقانی دیوبندی کا رد کرنے والے غیر مقلد عبد المتین میمن جونا گڑھی اپنی کتاب ''حدیثِ خیر وشر'' میں بڑی ہیڈنگ لگا کر لکھتے ہیں:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

(حدیثِ خیر وشر ص ۲۳۵ مطبوعہ دار الدعوۃ الاثریہ دہلی کالونی کراچی تاریخ اشاعت مارچ ۱۹۸۹ء)

غیر مقلد بدر الزماں وہابی لکھتا ہے:

امام اعظم رحمہ اللہ۔

(ہفت روزہ الاعتصام اشاعت خاص بیاد محمد عطاء اللہ حنیف ص ۱۳۷ مطبوعہ دار الدعوۃ السلفیۃ لاہور طبع اول مارچ ۲۰۰۵ء)

حاجی محمد ادریس بھوجیانی وہابی لکھتا ہے:

شاگردوں میں حضرت امام موسیٰ کاظمؒ۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ۔ حضرت امام ثوریؒ۔ قابل ذکر ہیں۔

(اربابِ علم وفضل ص ۴۱ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ نزد لطیف ہائی سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ طبع اول اکتوبر ۱۹۸۷ء)

نیز یہی حاجی محمد ادریس بھوجیانی وہابی لکھتا ہے:

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نام:۔ آپ کا اسم گرامی نعمانؒ کنیت ابو حنیفہ لقب امام اعظم۔

(اربابِ علم وفضل ص ۴۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ نزد لطیف ہائی سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ طبع اول اکتوبر ۱۹۸۷ء)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الروابط علی الاصول والضوابط" کے شارح و محقق ڈاکٹر جمال محمد فقی رسول باجلان لکھتے ہیں۔

وھو الامام الاعظم سید الفقھاء۔

(الروابط علی الاصول والضوابط للنووی ص ۸۱ مطبوعہ وزارۃ الزراعۃ اربیل الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۵ء)

نیز پہلی قسط میں "داؤد ارشد کا احناف پر بہتان" میں جو حوالہ دیا ہے وہ ان کے اپنے امام سے ملاحظہ فرمائیں:

صاحبزادہ محمد علی حسن خان اپنے والد نواب صدیق حسن خان کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ثابت جب صغر سنی میں حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے حق میں اور ان کی ذریت کے حق میں دعائے برکت دی۔ حضرت امام فرماتے ہیں کہ ہم اپنے حق میں قبولیت دعا کے امیدوار ہیں۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والاجاہی حصہ چہارم ص ۶۔۷۔۸ مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ طبع سنہ ۱۹۲۴ء)

......ختم شد......

حضرت امام زہری کی روایات اوران کا جائزہ

قسط: دوم مناظرِ اہلسنت وکیلِ صحابہ مولانا محمد علی رضوی

زہری کے ادراج کے متعلق مزید حوالے

حوالہ نمبر ۱: امام طحاوی لکھتے ہیں ''لانه قد كان كثيراً مايفعل هذا يصل الحديث بكلامه حتى يوهم ان ذالك في الحديث'' (شرح معانی الآثار، ص ۱۶۴ باب الجمع بين صلاتين كيف هو)

زہری کی یہ عادت تھی کہ وہ اکثر اس طرح کرتے کہ اپنے کلام کو حدیث کیساتھ ملا دیتے تھے یہاں تک کہ سننے والے کو وھم ہوتا کہ یہ بھی حدیث کا ہی حصہ ہے۔

حوالہ نمبر ۲: علامہ طحاوی دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ فانه قد كان يفعل ذالك كثيرا يخلط كلامه بالحديث فيتوهم انه منه وليس منه ولذالك قال له موسىٰ بن عقبه افصل كلام رسول الله صلی اللہ علیہ والہ وسلم من كلامك۔ (مشکل الآثار طحاوی ج ۳، ص ۷۸ باب لايحج بعد العام مشرك)

زہری اکثر اس طرح کرتے کہ اپنے کلام کو حدیث کیساتھ مخلوط کر دیتے تھے پھر سننے والے کو وہم ہوتا کہ یہ بھی حدیث ہی کا حصہ ہے حالانکہ وہ حدیث کا حصہ نہ ہوتا (بلکہ زہری کا اپنا کلام ہوتا تھا اس لئے امام زہری کے شاگرد) حضرت موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے کہا اپنے کلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے جدا کر کے بیان کیا کریں) (تا کہ امتیاز باقی رہے)

حوالہ نمبر ۳: علامہ طحاوی لکھتے ہیں ''لانه كان يخلط كلامه كثيرا بحديثه حتى يتوهم انه منه'' (ایضاج ۵، ص ۵۹۳، باب هل تك لنا عقيل من رباع او دور)

زہری اکثر اپنے کلام کو حدیث کیساتھ مخلوط کر دیتے۔ تھے یہاں تک کہ وہم ہوتا کہ یہ بھی حدیث ہی کا حصہ ہے

حوالہ نمبر ۴: حافظ ابن رجب حنبلی ارشاد فرماتے ہیں کہ وكانت تلك عادته انه يدرج في احاديثه

کلمات یرسلھا او یقولھا من عندہ (فتح الباری لابن رجب ج ۴، ص ۸۷ باب النوم قبل العشاء لمن غلب) امام زہری کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے اقوال کو یا مرسل کلمات کو احادیث میں درج کر دیتے تھے۔

حوالہ نمبر ۵: حافظ ابن رجب حنبلی دوسری جگہ بھی اس طرح ارشاد فرماتے ہیں فان الزھری کان کثیراً مایروی الحدیث ثم یدرج فیہ اشیاء بعضھا مراسی و بعضھا من رأیہ و کلامہ (فتح الباری لابن رجب ج ۶ ص ۱۲۴، باب ماجاء فی الثوم النئی رالبصل والکراث)

زہری اکثر اس طرح کرتے کہ حدیث روایت کرتے وقت بعض مرسل روایات، اور اپنی رائے اور کلام میں سے بھی بعض باتوں کو بھی حدیث میں شامل کر دیتے تھے۔

حوالہ نمبر ۶: علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں کہ کان کثیراً ما یصل الحدیث بکلامہ حتی یوھم ان ذالک فی الحدیث (تبیین الحقائق، ج ۱، ص ۸۹ باب الاذان)

امام زہری کی اکثر یہ عادت تھی کی وہ اپنے کلام کو حدیث کیساتھ ملا دیتے تھے یہاں تک کہ سننے والے کو وہم ہوتا کہ یہ بھی حدیث کا ہی حصہ ہے۔

حوالہ نمبر ۷: علامہ عینی ارشاد فرماتے ہیں کہ وقد کان من عادتہ ان یصل بعض کلامہ بالحدیث اذا رواہ لذالک قال لہ موسیٰ بن عقبہ میز بین قولک و قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (عمدۃ القاری ج ۲۰، ص ۲۴۱، باب اذا ارشاد الامام بالصلح فابا حکم علیہ بالحکم البین)

زہری کی یہ عادت تھی کہ وہ جب روایت کرتے تو اپنے بعض کلام کو حدیث کیساتھ ملا دیتے تھے اس لئے حضرت موسیٰ بن عقبہ نے ان سے کہا تھا کہ آپ اپنے کلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام سے جدا کر کے بیان کیا کریں

حوالہ نمبر ۸: حضرت خطیب بغدادی ارشاد فرماتے ہیں کہ لما کان یحدث بہ فیخلطہ کلامہ (الفصل للوصل المدرج فی النقل ص ۳۵۷، باب الاحادیث التی وصلت بھا الفاظ التابعین)

کیونکہ زہری جب احادیث بیان کرتا تو اسکے ساتھ اپنے کلام کو مخلوط کر دیتا تھا۔

حوالہ نمبر ۹: حضرت امام ربیعہ نے زہری کی اس روش کو دیکھتے ہوئے تنبیہ فرمائی کہ قال ربیعۃ لابن شھاب یا ابا بکر اذا حدثت الناس برأیک فاخبرھم بانہ رأیک و اذا حدثت الناس بشیء

من السنة فاخبر هم انه سنته لا يظنون انه رأيک (الفقيه والمتفقه ص ۱۴۸، باب تنبيه الفقيه على مراتب اصحابه)

امام ربیعہ نے حضرت زہری سے ارشاد فرمایا کہ جب لوگوں کو آپ اپنی رائے روایت کریں تو انہیں یہ بتائیں کہ یہ آپ کی رائے ہے۔ اور جب سنت نبوی کے متعلق روایت بیان کریں تو انہیں بتائیں کہ یہ سنت ہے تاکہ لوگوں کو گمان نہ رہے کہ یہ آپکی رائے ہے۔

حوالہ نمبر ۱۰: علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ لما كان يحدث به يخلطه بكلامه (المدرج الى المدرج ص ۳ قلمی)

زہری جب احادیث بیان کرتا تو اپنا کلام اسکے ساتھ مخلوط کردیتا تھا

حوالہ نمبر ۱۱: امام طحاوی ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ليس من كلام عمر انما هو من كلام الزهرى وصله بكلام عمر (مشکل الآثار ج ۵، ص ۱۱)

یہ حضرت عمر کا کلام نہیں بلکہ زہری کا کلام ہے جس نے اپنا قول کلام حضرت عمر کیساتھ ملادیا ہے۔

ان حوالوں کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ روایت بی بی عائشہ صدیقہ میں حضرت علی کی چھ ماہ تک بیعت نہ کرنے والا قول بی بی سیدہ کا نہیں بلکہ زہری کا ادراج ہے جو کہ قابل حجت نہیں مزید برآں حضرت ابو سعید خدری کی صحیح روایت کے بھی خلاف ہے

بیعت کے متعلق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی روایت:

عن ابى سعيد الخدرى قال لما توفى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قام خطباء الانصار فجعل الرجل منهم يقول يا معشر المهاجرين ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان اذا استعمل رجلاً منكم قرن رجلاً منا فنرى أن يلى هذا الامر رجلان احدهما منكم والامر منا قال فتتباعت خطباء الانصار على ذلک فقام زيد بن ثابت فقال ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من المهاجرين وان للامام يكون من المهاجرين ونحن انصاره كما كنا انصار رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقام ابو بكر فقال جزاكم الله خيراً يا معشر الانصار وثبت قائلكم ثم قال اما لو فعلتم غير ذالک لما صالحنا كمم ثم اخذ زيد بن

ثابت بید ابی بکر فقال ھذا صاحبکم فبایعوہ ثم انطلقوا فلما قعد ابو بکر علی المنبر نظر فی وجوہ القوم فلم یر علیاً فسأل عنہ فقال ناس من الانصار فاتوبہ فقال ابو بکر ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وختنہ امرت ان تستق المعیار المسلمین فقال لاتر تیب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فبایعہ ثم لم یر الزبیر ابن العوام فسأل عنہ اجاؤ وابہ فقال ابن عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وحواریہ ارادت ان تستق المعیار المسلمین فقال مثل قولہ لاترتیب یاخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فبایعاہ

(المستدرک ج ۳، ص ۸۰، باب مناقب ابو بکر صدیق۔ بیھقی شریف ج ۸، ص ۱۴۳، باب الائمۃ من قریش۔ البدایہ والنھایہ ج ۶، ص ۳۳۲، فصل فی ذکر امور مھمۃ وقعت بعد وفاۃ النبی وقبل دفنہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو خطباء انصار کھڑے ہوگئے تو ان میں سے ایک شخص کہنے لگا اے گروہ مہاجرین جب نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم لوگوں میں سے کسی کو آمر مقرر فرماتے تو ہماری قوم انصار میں سے بھی کسی مرد کو اسکے ساتھ ملاتے تھے جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ اس امر خلافت کے دو والی ہونگے ایک ہم میں سے دوسرا تم میں سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر مسلسل خطباء انصار اسی طرح کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپنے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اور امام بھی مہاجرین میں سے ہوگا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے قائل کو ثابت قدم رکھے اے گروہ انصار اللہ تعالیٰ تمہیں جزاء خیر عطا فرمائے تم اسکے علاوہ اور معاملہ کرتے تو ہماری اور تمہاری مصالحت ہونی مشکل تھی پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دست صدیقی پکڑ کر کہا یہ تمہارے صاحب (روبرو رہنما) ہیں تم انکی بیعت کرلو (آپ کا اتنا کہنا تھا کہ) لوگوں نے آپکی بیعت کرلی پھر سارے لوگ وہاں سے چل پڑے (اور مسجد میں آگئے) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے قوم کی طرف نظر پھیر کر دیکھا تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے آپنے انکے بارے میں پوچھا کچھ انصاریوں نے انکے متعلق بتایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ لے آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور انکی بیٹی کے شوہر کیا تم مسلمانوں کی لاٹھی کو توڑنا چاہتے ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملامت نہ کیجئے پھر جناب علی کرم اللہ تعالی وجہ الکریم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی پھر آپ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو مجموعہ قوم میں نہ دیکھا تو آپ نے انکے متعلق پوچھا تو لوگوں نے انکے متعلق بتایا اور انہیں لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور انکے حواری کیا تم مسلمانوں کی لاٹھی کو توڑنا چاہتے ہو تو انہوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح ارشاد فرمایا کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملامت نہ کیجئے (میں حاضر ہوں) پھر انہوں نے بیعت کر لی۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی روز بیعت کر لی تھی یہ روایت صحابی رسول حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبکہ چھ ماہ بعد بیعت کرنیوالی روایت قول زہری ہے جسکا ضعف بھی واضح ہو چکا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مقابلے میں زہری کے ادراج کی کوئی حیثیت نہیں

روایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی صحت

حوالہ نمبر ۱: حضرت امام مسلم فرماتے ہیں **هذا حديث يسوى بدنة**
اس حدیث کی قیمت قربانی کی ایک گائے کے برابر ہے

حوالہ نمبر ۲: حضرت ابن خزیمہ نے فرمایا **فقلت يسوى بدرقة** ۔۔ (بیہقی شریف ج ۸ ص ۱۴۳ باب الائمہ من قریش) میں کہتا ہوں کہ صرف ایک گائے کے برابر قیمت؟ نہیں بلکہ یہ تو ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔

حوالہ نمبر ۳: امام حاکم فرماتے ہیں **صحيح على شرط الشيخين** (المستدرک ج ۳ ص ۸۰ باب مناقب ابوبکر الصدیق) یہ روایت امام بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

حوالہ نمبر ۴: علامہ ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ **هذا اسناد صحيح محفوظ**
یہ روایت سنداً صحیح محفوظ ہے۔

حوالہ نمبر ۵: امام ہیثمی اس طرح کی ایک سند کے بارے میں فرماتے ہیں **رجاله رجال الصحيح** (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۳)

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عندالمحدثین پہلے روز ہی بیعت کرنے والی روایت صحیح ہے

مثبت نافی پر مقدم ہے

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں

حوالہ نمبر ۱: اعتقد بعض الرواۃ ان علیا لم یبایع قبلھا فنفی ذالک والمثبت مقدم علی النافی

(البدایہ والنھایہ ج ۵ ص ۳۰۵ فصل فی ذکر امورھم وقعت بعد وفاۃ النبی وقبل دفنہ)

بعض راویوں نے یہ جوگمان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ سے قبل بیعت نہیں کی تھی یہ روایت انکے اس گمان کی نفی کرتی ہے۔ ویسے بھی مثبت نافی پر مقدم ہے۔

حوالہ نمبر ۲: آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں ولما بویع الصدیق یوم السقیفہ کان علیا من جملہ من بایع بالمسجد (البدایہ والنھایہ ج ۷ ص ۲۵۲ خلافۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب)

سقیفہ والے روز جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ من جملہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسی روز مسجد میں بیعت کی تھی۔

جادو وہ ہے جو سر چڑھ کے بولے

علاوہ ازیں چھ ماہ بعد بیعت کرنیوالی روایت خود شیعہ روایات کے بھی خلاف ہے۔ لگتا ہے ڈھکو نے اپنی مذہب کی کتابیں بھی نہیں پڑھیں ورنہ انہیں اس طرح کا بچکانہ اعتراض کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ویسے شیعہ ذاکر محمد حسین ڈھکو کا مطالعہ صرف رسالوں تک ہی محدود ہے اسکی کتابیں بھی دوسرے مصنفین کی کتابوں کا چربہ ہیں آیئے ہم آپکے سامنے خود کتب شیعہ سے وہ روایت پیش کرتے ہیں جس میں تصریح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوسرے روز حیاتِ سیدتنا فاطمہ میں بیعت کرلی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود شیعہ روایات بھی چھ ماہ بعد بیعت والی روایت درست تسلیم نہیں کرتیں، ملاحظہ کریں۔

حوالہ نمبر ۱: عن عدی بن حاتم قال انی جالس عند ابی بکر اذ جیء بعلی علیہ السلام فقال لہ ابو بکر بایع فقال لہ علی علیہ السلام فان انا لم ابایع قال اضرب الذی فیہ عیناک فرفع راسہ

الی السماء ثم قال اللهم اشهد ثم مدّ یده فبایعه (بحار الانوار ج ۲۸، ص ۳۹۱)

حضرت عدی بن حاتم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی کو (بیعت کے لئے) لایا گیا تو میں حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر نے حضرت علی سے کہا آپ بیعت کرلیں حضرت علی نے کہا اگر میں بیعت نہ کرسکوں تو؟ حضرت ابوبکر نے کہا ہم تمہارا سر قلم کردینگے حضرت علی نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے اللہ گواہ رہنا پھر حضرت علی نے ابوبکر صدیق کی بیعت کرلی

ملا باقر مجلسی نے یہ روایت دو سندوں کیساتھ بیان کی ہے

سند نمبر ۱: وروی ابراهیم عن یحی بن الحسن عن عاصم بن عامر عن نوح بن دراج عن داؤد بن یزید الاودی عن ابیه عن عدی بن حاتم (بحار الانوار ج ۲۸، ص ۳۹۱)

سند نمبر ۲: وروی ابراهیم عن عثمان بن ابی شیبه عن خالد بن مخلد عن داؤد بن یزید الاودی عن ابیه عن عدی بن حاتم (بحار الانوار، ج ۲۸، ص ۳۹۱)

عمرو بن ابی المقدام کی روایت ہے کہ یہ دوسرے دن کی بات ہے ملاحظہ کریں

عن عمرو بن ابی المقدام عن ابیه عن جده قال ما اتی علی یوم قط اعظم من یومین اتیاه فاما اول فیوم قبض رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واما الیوم الثانی فو الله انی لجالس فی سقیفة بنی ساعده عن یمین ابی بکر و الناس یبایعونه الخ (ایضاً ج ۲۸، ص ۳۱۵)

عمرو بن ابی المقدام اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ حضرت علی پر دو روز کے علاوہ کبھی اتنے سخت دن نہ گزرے پہلا دن وہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تھا اور دوسرا روز وہ جب میں اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت ابوبکر صدیق کے دائیں طرف سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھا ہوا تھا اور لوگ آپ کی بیعت کررہے تھے۔

یہ ایک طویل روایت ہے اس میں تصریح ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرہ زندہ تھیں آپ کی حیاتی میں حضرت عباس نے حضرت علی سے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کروائی۔

الفاظ ملاحظہ کریں:

ارفقوه یا بن اخی ولکم علی ان یبایعکم فاقبل العباس و اخذ بید

علی فمسھا علی ید ابی بکر۔ (بحار الانوار، ص ۳۱۶)

حضرت عباس نے کہا میرے بھتیجے سے نرمی سے پیش آؤ اور میرا ذمہ ہے کہ میں ان سے بیعت کرواتا ہوں پھر حضرت عباس حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ابوبکر صدیق کے ہاتھ سے ملا دیا۔

ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ

وقد روی ھذا المعنی من طرق مختلفة و بالفاظ متقاربة المعنی و ان اختلف لفظھا۔ (بحار الانوار، ج ۲۸، ص ۳۹۱)

بیعت کے مسئلہ پر مختلف طرق سے روایتیں مروی ہیں جن میں اگرچہ لفظی اختلاف ہے مگر معنی اور مقصد ایک ہے۔

اس نے یہاں تک لکھا ہے:

'کل خبر امما ذکرناہ وان کان وارداً من طریق الاحاد فان معناہ الذی تضمنه متواتر و المعول علی المعنی دون الفظ۔ (بحار الانوار، ص ۳۹۱)

یہ ساری روایتیں جو ہم نے ذکر کی اگرچہ خبر احاد ہیں مگر معنوی طور پر متواتر ہیں اور (آپ کو تو پتہ ہی ہے) کہ اعتماد معنی پر ہوتا ہے الفاظ پر نہیں۔

بیعت کی روایتیں معنوی طور پر متواتر ہیں۔

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی نے حضرت بی بی فاطمہ کی زندگی میں ہی بیعت کر لی تھی زہری کا یہ مدرج قول کہ چھ ماہ بعد حضرت علی کی بیعت وقوع پذیر ہوئی صحیح روایات کے بھی خلاف ہے اور خود روایات شیعہ بھی اسکی تردید کرتی ہیں۔

(نوٹ) ان شیعہ روایات میں جو جبر واکراہ والی بات مروی ہے ان شاء اللہ کسی دوسرے مضمون میں اسکا جائزہ لیا جائیگا۔

(جاری ہے)

تعویذ اور وہابی

تیسری اور آخری قسط قاطع وہابیت مولانا ابوریحان رضوی

جنات اتارنے والے وہابی پیر:

ایک عورت پر جن آ گیا صاحبِ خانہ سخت پریشان ہو کر صوفی عبداللہ وہابی کے گھر آئے، اِس کے بعد کیا ہوا، اس بارے میں وہابی مولوی اسحٰق بھٹی نے لکھا کہ:

''صوفی صاحب نے وہیں قیام گاہ پر کچھ پڑھنا شروع کیا اور جن حاضر ہو گیا مریضہ اس جگہ سے دور ہے لیکن صوفی صاحب اس کو پریشان کرنے والے جن سے ہم کلام ہیں اور اس پر کچھ سختی بھی کر رہے ہیں، یہ سارا معاملہ لوگوں کے سامنے ہو رہا ہے، جن چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے مریضہ کو صحت عطا فرمادی''۔ (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۸۲ مطبوعہ شاکرین شیش محل روڈ لاہور)

مولوی معین الدین وہابی بھی جنات کو بھگانے کا کام کرتا تھا، مولوی اسحٰق بھٹی نے اس بارے میں لکھا کہ:

''ایک صاف ستھرے کمرے میں چارپائی پر وہ خاتون لیٹی ہوئی تھی،۔۔۔ اس پر بڑی سی چادر ڈال دی گئی تو انہوں نے (یعنی معین الدین وہابی نے) کچھ پڑھنا شروع کیا، اتنے میں بھاری بھرکم سی آواز عورت کے حلق سے بلند ہوئی، اس کا مطلب یہ تھا کہ جن حاضر ہو گیا ہے،۔۔۔ خاتون کی آواز عجیب طرح کی ہو گئی تھی اور وہ دراصل جن کی آواز تھی،۔۔۔ (وہابی) مولانا نے کھڑے ہو کر دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور اونچی آواز سے اذان دینا شروع کر دی،۔۔۔ اِدھر اذان کا پہلا کلمہ بلند ہوا اور اُدھر آواز آنے لگی، ہائے جل گیا ہائے مر گیا۔۔۔ مولانا جن سے مخاطب ہوئے کہ تم صحیح صحیح بتاؤ کون ہو؟ جن بولا: میں آپ کے پردادے ''حافظ محمد'' کا شاگرد ہوں۔۔۔ میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں اور آپ کے حکم سے چلا جاتا ہوں، مولانا نے کہا: کوئی نشانی دے جاؤ، اِس (جن) نے

مکان کی پختہ دیوار سے ایک پختہ اینٹ نیچے گرائی اور بھاری بھرکم آواز میں السلام علیکم کہہ کر چلا گیا، کہتے ہیں جن جاتے ہوئے اگر اس طرح کی کوئی نشانی دے جائے تو دوبارہ نہیں آتا۔۔۔۔مولانا نے فرمایا: اب ان شاء اللہ، بی بی کو یہ شکایت نہیں ہوگی۔ (بزم ارجمنداں صفحہ ۵۴۵، ۵۴۶ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

قارئین کرام! اب آپ وہابی فرقے کے چند مولویوں کے فتوے ملاحظہ فرمائیں، دیکھیں کہ اس فرقہ کے مولویوں کے فتوؤں اور عمل میں کتنا فرق ہے چنانچہ

وہابی مولوی مسعود الدین عثمانی نے لکھا:

"مذہبی پیشہ وروں نے جنوں کے آنے جانے اور سوار ہوجانے کے ایسے بے حساب قصے گھڑ رکھے ہیں جن کی مدد سے وہ اپنے کاروبار کو فروغ دینے کا برابر انتظام کرتے رہتے ہیں، دراصل جنوں کا آ کر کسی پر سوار ہوجانا ایک سفید جھوٹ ہے چاہے لاکھوں آدمی اسے اپنا چشم دید واقعہ کہہ کر ہی بیان کیوں نہ کریں"۔ (تعویذات اور شرک صفحہ ۱۱ کیماڑی کراچی)

مزید لکھا:

"یہ جنوں کے اتارنے والے جو چند پیسوں کے عوض یہ مذموم دھندا کرتے ہیں، کیوں جنوں کو قبضہ میں کر کے بڑی بڑی رقمیں جمع نہیں کر لیتے۔ (تعویذات اور شرک صفحہ ۱۱ کیماڑی کراچی)

خواجہ محمد قاسم وہابی نے لکھا:

"جنات کے معاملے میں یہ لوگ خود کو نجات دہندہ ظاہر کرتے ہیں حالانکہ میرے نزدیک یہ خود جن ہیں جو بری طرح قوم کو چمٹ گئے ہیں وہ جن نکل سکتے ہیں اور نکل جاتے ہیں مگر یہ جن نکلنے سے رہے ان پر کسی تعویذ کا اثر بھی نہیں ہوتا قوم کو ان جنوں سے نجات ملنی چاہئے انہوں نے اچھی بھلی قوم کو اوہام پرستی اور جادوگری میں مبتلا کر کے قومِ سلیمانی میں بدل کے رکھ دیا ہے"۔

(تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۱۵ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھرجاکھ گوجرانوالہ)

شمیم احمد خلیل وہابی لکھتا ہے:

"تعویذ گنڈہ دینے والے اکثر "جن وشیطان" کے پرستار ہوتے ہیں"۔

(تعویذ وگنڈے کی حقیقت صفحہ ۱۰ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السلفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سولجر بازار کراچی)

وہابیوں کی تعویذ فارمیسی:

وہابی مولوی اسحاق بھٹی نے اپنے ہم مسلک مولوی معین الدین کے بارے میں لکھا:

''مولانا معین الدین لکھوی کے پاس بے شمار تعویذ لینے والے آتے ہیں اور وہ انہیں تعویذ دیتے ہیں، ہم نے ان کے سلسلہ تعویذ کا نام ''تعویذ فارمیسی'' رکھا تھا، ہفتے میں دو دن (اتوار اور پیر) انہوں نے تعویذات کے لئے وقف کر رکھے ہیں وہ صبح کو اپنے تعویذ خانے میں بیٹھ جاتے ہیں اور شام تک لوگوں کو تعویذ پر تعویذ دیتے چلے جاتے ہیں'' یہاں تک کہ جنرل ضیاء الحق بھی ان سے تعویذ لیتا تھا اور ان سے دعا کی درخواست کیا کرتا تھا''۔ (قافلہ حدیث صفحہ ۴۵۸ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ جنرل ضیاء بھی وہابیوں کے پاس تعویذ لینے آتا تھا، حیرت کی بات یہ ہے کہ وہابی پیر نے ضیاء الحق کو ایسا تعویذ نہیں دیا جس سے دشمن کی توپیں زنگ آلود ہو جاتیں یا اِنکے ٹینکوں میں کیڑے پڑ جاتے، آخر کیا وجہ تھی کہ اس نے ایسا نہیں کیا؟ اس سوال کا جواب شاید میرے اور آپ کے پاس نہ ہو لیکن وہابی مولوی خواجہ محمد قاسم اسکا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''انہیں (یعنی تعویذ دینے والوں کو) چاہئے کہ کوئی ایسا تعویذ تیار کریں جس سے دشمن کی توپیں زنگ آلود ہو جائیں ان کے ٹینکوں میں کیڑے پڑ جائیں۔۔۔وہ یہ عمل اس لئے نہیں کرتے کہ انہیں اس کی فیس دینے والا کوئی نہیں''۔

(تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۲۰ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھر جاکھ گوجرانوالہ)

قارئین کرام! وہابی پیر اور وہابی مفتی کی باتیں آپ نے ملاحظہ فرمالیں جس سے آپ ضرور یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہابی اس کام کا تعویذ لکھتے ہیں جس میں انہیں کچھ پیسہ پانی ملتا ہو، اس کے علاوہ کسی کام کے تعویذ کو لکھنے کے لئے یہ حضرات تکلیف گوارہ نہیں کرتے۔

وہابیوں کے نزدیک تعویذات اثر کرتے ہیں بشرطیکہ دل میں یقین ہو:

وہابی مولوی اسحاق بھٹی نے اپنے ہم مسلک مولوی معین الدین کے متعلق لکھا کہ:

''میرا تجربہ یہ ہے کہ بعض معاملات میں حضرت کا تعویذ اثر کرتا ہے، بشرط یہ کہ تعویذ لینے

والا صدق دل سے تعویذ لے، مثلاً۔۔۔۔ جنات کے سلسلے میں ان کا دم اور تعویذ مؤثر ہے،۔۔۔۔ لیکن مولانا محی الدین تعویذ نہیں دیتے تھے بلکہ نمک پر دم کر کے دیتے تھے اور اس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ تکلیف رفع فرمادیتا ہے"۔ (قافلہ اہل حدیث صفحہ ۴۵۸ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

وہابی پیر عبداللہ کے متعلق اسحاق بھٹی وہابی نے لکھا:

"ان کے دم اور تعویذ میں بھی اللہ نے بڑی تاثیر رکھی تھی"۔

(صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ شاکرین شیش محل لاہور)

قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارات سے پتہ چلا کہ وہابی لوگ، وہابی پیروں کے تعویذات کو مؤثر سمجھتے تھے، اب دیکھتے ہیں کہ وہابی فتویٰ اس بارے میں کیا ہے، خواجہ محمد قاسم وہابی نے اس بارے میں لکھا:

"بقول ان (تعویذ لینے والے لوگوں) کے تعویذ میں بڑا اثر ہوتا ہے حالانکہ یہ بھی شیطانی چکر ہے۔ (تعویذ اور دم کتاب و سنت کی روشنی میں صفحہ ۱۵ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھرجاکھ گوجرانوالہ)

قارئین کرام! وہابیوں کی دونوں طرح کی عبارات کو پڑھ کر یقیناً ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص کہے گا کہ وہابیوں کے تعویذوں میں اثر کی بات ایک شیطانی چکر ہے۔

گول دائرے والا وہابی تعویذ:

ایک شخص کو تلی کا درد تھا، اس نے اس کی شکایت صوفی عبداللہ (وہابی) سے کی تو صوفی صاحب نے کیا کیا؟ وہابی مولوی اسحٰق بھٹی نے اس بارے میں لکھا کہ:

"صوفی صاحب نے ایک کاغذ پکڑا اس کے وسط میں گول دائرہ بنایا اس دائرے میں ایک نشان لگایا اور لکھا "تلی کا درد ختم ہوجائے" مولانا محمد حسین خان سے فرمایا یہ کاغذ تلی پر باندھ لیں انہوں نے کاغذ تلی پر باندھ لیا اور درد ختم ہوگیا۔ (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۴۰۴ مطبوعہ شاکرین شیش محل لاہور)

اس عبارت سے پتا چلا کہ وہابیوں کے نزدیک دائرے والے تعویذات بھی جائز ہیں، اب وہابیوں کے مشہور و معروف نواب، صدیق حسن بھوپالی کے چند تعویذات کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

وہابی نواب صاحب نے یہ تعویذ بچہ کی پیدائش میں آسانی کے لئے تجویز کیا ہے۔

د	ط	ب
ج	د	ز
ح	ا	ر

(کتاب التعویذات المعروف الداء والدواء صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ ولڈ اسلامک پبلیکیشنز جامع مسجد دہلی)

فلان	الرحیم	الرحمن	اللہ	بسم
بسم	فلان	الرحیم	الرحمن	اللہ
اللہ	بسم	فلان	الرحیم	الرحمن
الرحمن	اللہ	بسم	فلان	الرحیم
الرحیم	الرحمن	اللہ	بسم	فلان

وہابی نواب صاحب نے یہ تعویذ دشمنوں کی ہلاکت کے لئے تجویز کیا ہے

(کتاب التعویذات المعروف الداء والدواء صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ ولڈ اسلامک پبلیکیشنز جامع مسجد دہلی)



وہابی نواب صاحب نے یہ تعویذ محبوب کو خواب میں دیکھنے کے لئے تجویز کیا ہے۔

(کتاب التعویذات المعروف الداء والدواء صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ ولڈ اسلامک پبلیکیشنز جامع مسجد دہلی)

آیئے اب اس بارے میں یہ لوگ دوسروں کے بارے میں کیا فتوی دیتے ہیں، پڑھئے:

شمیم احمد خلیل سلفی نے لکھا:

''ننانوے فیصد تعویذ طلاسم، نمبرات، الٹی سیدھی لکیروں، بے معنی تحریروں پر مبنی ہوتی ہیں اور یہ سب جادو اور کہانت کی فہرست میں بلاشبہ داخل ہیں اور غیر اللہ سے استمداد اور استغاثہ ان تعویذوں میں ہوتا ہے یہ حقیقت اس وقت واضح ہوتی ہے جب ان تعویذوں کو کھول کر دیکھا جائے اس لئے مولوی صاحب کے تعویذ لکھنے سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے''۔

(تعویذ وگنڈے کی حقیقت صفحہ ۱۶ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السّلفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سولجر بازار کراچی)

قارئین کرام! مذکورہ بالا حوالے کو پڑھ کر آپ کے نزدیک یہ بات سورج سے بھی زیادہ روشن ہوگئی ہوگی کہ وہ وہابی پیر جو گول دائرے بنا کر لوگوں کو تعویذ دیا کرتے ہیں وہ اپنے ہی ہم مسلک مفتیوں کے فتوں کی رو سے جادو اور کہانت میں مبتلا ہیں اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کے فعل میں مبتلا ہیں اور لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

قارئین کرام! کیا بات ہے کہ شمیم احمد خلیل سلفی نے کوئی فتوی اپنے ہم مسلک مولویوں اور پیروں پر نہیں لگایا جو اس طرح کے تعویذات دینے میں دن رات مصروف ہیں!

وہابی نے تعویذات کی پوری کتاب ہی لکھ ڈالی:

وہابی مولوی محمد سلیمان نے پنجابی زبان میں تعویذ پر مشتمل پوری ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا

"کتاب التعویذات" چنانچہ وہابی مولوی اسحاق بھٹی نے لکھا کہ

"وہ (مولوی سلیمان) پنجابی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے لیکن صرف نصیحت آموز شعر کہتے تھے، پنجابی زبان میں بیس کے قریب کتابیں لکھیں جن میں ۔۔۔ کتاب التعویذات ۔۔۔ شامل ہیں"۔ (قافلہ حدیث صفحہ ۵۰ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

اسی طرح نواب صدیق حسن بھوپالی نے الداء والدواء کے نام سے تعویذات کی کتاب لکھی جس میں اس نے مختلف تعویذات کے نقشے، ختم قادریہ، ختم خواجگان، شیرنی، فاتحہ اور نہ جانے کیا کیا لکھ کر وہابیوں کے پاؤں پر زبردست کلہاڑی ماری ہے۔

مولوی اسحاق بھٹی وہابی نے اپنی ایک اور کتاب میں لکھا کہ:

"قاضی عبدالرحمن (وہابی) صاحب، سانپ گزیدگی کا دم کرانا چاہتے تھے یا شاید اس کے لئے تعویذ لینا مقصود تھا وہ لکھو کے بھی گئے جو ان کا پیرخانہ تھا اور مولانا محی الدین عبدالرحمن لکھوی ان کے مرشد تھے ان کے اخلاف کے دم اور تعویذ کی اثر آفرینی پر انہیں یقین ہوگا۔

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ 450 مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور)

محمد اسحاق بھٹی وہابی نے اپنے وہابی مولوی اور پیر سلیمان منصور پوری کی سیرت میں لکھا ہے کہ:

"ایک مرتبہ ایک شخص ان کی خدمت میں آیا عرض کی کافی عرصے سے بیمار ہوں بہت علاج کروایا آرام نہیں آیا انہوں نے کاغذ پر ایک نسخہ لکھ دیا اور فرمایا" اسے پانی میں جوش دے کر پیو، چند روز کے بعد اس سے ملاقات ہوئی تو پوچھا دوا استعمال کی تھی؟ کہا کون سی دوا؟ دوا تو آپ نے دی ہی نہیں میں نے وہی تعویذ پانی میں جوش دے کر پیا جو آپ نے دیا تھا اسی سے آرام آگیا" نسخے کو جو مولانا نے کاغذ پر لکھ کر دیا تھا اس نے وہ تعویذ سمجھا اور اسی کو پانی میں جوش دے کر پیا اللہ نے شفا دے دی"۔

(قافلہ حدیث صفحہ ۴۴ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

قارئین کرام! اب آپ وہابی پروفیسر کی بات پڑھئے کہ وہ کیا کہتا ہے، چنانچہ مسعود الدین وہابی نے لکھا:

"بنو اسرائیل کے علماء اور مشائخ کی طرح اس امت کے انہی پیروں اور نام نہاد عالموں نے تعویذ گنڈے کے کاروبار کو اوجِ کمال تک پہنچا دیا ہے"۔ (تعویذات اور شرک صفحہ ۳ مطبوعہ کراچی)

اسی طرح خواجہ محمد قاسم وہابی نے لکھا:

''تعویذ کے منجملہ نقصانات کے ایک نقصان یہ ہے کہ خداوند کریم پر توکل ختم ہو جاتا ہے اور کاغذ کے پرزوں پر اعتماد قائم ہو جاتا ہے خدا کی اہمیت گھٹ جاتی ہے اور ان روحانی عاملوں کی اہمیت بڑھائی جاتی ہے ان کی خوفناک اور لال لال آنکھیں کمزور ایمان والوں کے لئے بڑا کامیاب حربہ ثابت ہوتی ہیں''۔ (تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۱۸ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھرجاکھ گوجرانوالہ)

قارئین کرام! وہابیوں کی کتابوں میں موجود، مذکورہ بالا پانچوں حوالے پڑھ کر ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہابی پیروں کی لال لال آنکھیں کمزور ایمان والوں کے لئے کامیاب حربہ ثابت ہوتی ہیں۔

پانی والا وہابی بابا:

وہابی مولوی اسحق بھٹی نے اپنے مشہور و معروف وہابی پیر عبداللہ کے متعلق لکھا کہ:

''ان کے (یعنی صوفی عبداللہ وہابی کے) میزبان احسن بٹ نے گھر تشریف لے جانے کی درخواست کی ان کی اہلیہ بیمار تھیں تانگے پر (عبداللہ وہابی) ان کے گھر چلے گئے، پانی دم کر کے مریضہ کو پلایا، دوبارہ بوتل میں پانی دم کر کے دیا اور فرمایا یہ پانی پلاتے رہیں''۔

(صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۱۴۴ مطبوعہ شاکرین شیش محل لاہور)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے وہابیوں نے اپنے لئے پانی پر دم کرنے اور اس کو پلانے کو بالکل جائز رکھا ہوا ہے جبکہ دوسرے کے لئے ان کا کیا مؤقف ہے آیئے پڑھیے، وہابی مولوی مسعود الدین نے لکھا:

''تعویذ اور گنڈے کے ساتھ ساتھ پانی پر ''دم'' کر کے اسے پلانے کا کام بھی پورے زور و شور سے چل رہا ہے۔۔ یہ سب دینداری کے بھیس میں ہوتا ہے۔۔ پانی پر دم کرنے کے کاروبار کے علاوہ دوسرے دھندے بھی زوروں پر ہیں۔۔۔ غرض ہر طرف کفر و شرک کا طوفان اُمڈ آیا ہے۔

(تعویذات اور شرک صفحہ ۱۲، ۱۳ کیماڑی کراچی)

مذکورہ دونوں حوالوں کو پڑھ کر آپ نے یہ نتیجہ نکال لیا ہوگا کہ وہابیوں نے پانی پر دم کرنے کے کاروبار کی

وجہ سے ہر طرف کفر اور شرک کا طوفان کھڑا کر دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک

تیل کی جگہ تھوک کا استعمال:

ایک طالب علم نے اپنے کمزور حافظہ کی وہابی پیر صوفی محمد عبداللہ سے شکایت کی تو صوفی صاحب نے کیا کیا ملاحظہ فرمائیے:

''صوفی صاحب دعائیں پڑھتے جاتے تھے اور اس کے سر پر تھوکتے اور اسے ملتے جاتے تھے کافی دیر یہ عمل جاری رہا طالب علم بیان کرتا ہے کہ اس کا سر تھوک سے بھر گیا۔۔۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا ذہن کھل گیا اور وہ صحیح طور سے پڑھنے لگا''۔

(صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۶۱، ۳۶۲ مطبوعہ شاکرین شیش محل لاہور)

قارئین کرام دیکھا آپ نے کہ وہابی پیر نے ایک شاگرد کا سر تھوک سے بھر دیا، اب دیگر پیروں سے متعلق وہابی عندیہ بھی پڑھ لیں، چنانچہ وہابی مولوی مسعود الدین نے لکھا:

''غضب تو یہ ہے کہ اس کام میں امت کے پیروں اور نام نہاد عالموں نے مرکزی کردار ادا کیا ہے، وہی اپنی دنیا بنانے اور اپنی اولاد کے سہانے مستقبل کا انتظام کرنے کے لئے شرک کے سب سے بڑے سرپرست بنے ہوئے ہیں''۔ (تعویذات اور شرک صفحہ ۲ کیماڑی کراچی)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ امت کے پیر تو شرک کے سب سے بڑے سرپرست بن گئے ہیں لیکن وہابی پیروں کو وہابیوں نے اس سے بالکل مستثنیٰ سمجھا ہوا ہے، ان کی یہ جانبداری ہی ان کے گمراہ ہونے کے لئے کافی ہے۔

دعوت فکر:

قارئین کرام! مذکورہ بالا حوالہ جات سے آپ پر بخوبی واضح ہو گیا ہو گا کہ وہابی تعویذات کے دینے میں کسی سے پیچھے نہیں نیز اس معاملہ میں وہ عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھنے اور ان کو گود میں اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کرتے، اس معاملہ میں، میں آپ کو دعوت فکر دیتا ہوں! کیا آپ اس کو خلاف شرع قرار نہیں دیں گے؟ آپ اس کو خلاف شرع قرار دیں یا نہ دیں وہابی اس کو روحانیت سے تعبیر کرتے ہیں

اوران کے نزدیک وہابیت کی یہ بے ہودہ روحانی باتیں ہم مسلمانوں کو سمجھ میں نہیں آسکتیں چنانچہ وہابی مولوی اسحاق بھٹی نے لکھا کہ:

''روحانیت کونے میں کھڑی ہمیں دیکھتی رہتی ہے اپنی طرف آنے کا اشارہ بھی کرتی ہے اور زور زور سے آوازیں بھی دیتی ہے، لیکن ہم اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے، کان لپیٹ کر اور آنکھیں بند کر کے آگے نکل جاتے ہیں، روحانیت کی محفلوں اور اللہ والوں کی مجلسوں میں نہ ہم کبھی گئے اور نہ کبھی انہیں کوئی اہمیت دی ہماری بدقسمتی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہم اس قسم کی محفلوں اور مجلسوں کو خلاف شرع قرار دینے لگے ہیں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جادۂ روحانیت پر قدم زن ہونے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ شاکرین شیش محل لاہور)

اے وہابیو! کیا شرک کے سارے فتوے دوسروں کے لئے ہیں:

بیسیوں وہابی پیر اور مولوی تعویذ دیتے رہے اور دے رہے ہیں لیکن وہابی مفتیوں میں سے کسی نے آج تک اپنے وہابی پیروں پر تعویذ کی وجہ سے کفر اور شرک کا فتوی نہیں دیا، عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس چیز کی وجہ سے وُہ دوسروں کو کافر اور مشرک سمجھ رہے ہیں اس ہی وجہ سے وہ اپنے پیروں کو بھی کافر اور مشرک سمجھتے، لیکن افسوس کفر اور شرک کے سارے فتوے دوسروں کے لئے ہیں اپنے لئے کچھ نہیں کسی نے شاید ایسے لوگوں سے متعلق کہا ہے کہ

جھتے پتر سردار دا گھوڑا گدھا سب حلال دا

جی ہاں:

یہی خواجہ محمد قاسم وہابی جس نے تعویذ کے شرک ہونے پر پوری کتاب لکھ ڈالی اپنی اسی کتاب میں لکھتا ہے کہ:

''میرے استاد محترم شیخ الحدیث حضرت العلام جناب علامہ ابوالبرکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ باوجود یہ کہ تعویذ فروشی کے قائل تھے تاہم انکا اپنا عالم یہ تھا کہ ایک بچی کو دم کیا تو معاوضہ میں بطور تحفہ بھی پار کر پین قبول کرنے سے انکار کر دیا''۔

(تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۳۳ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھر جاکھ گوجرانوالہ)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے: آپ تعویذ دیں تو ان کے نزدیک کافر اور مشرک بن جائیں اور وہابی پیر تعویذ دیں تو وہ استاد محترم، ابو البرکات اور رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نہ جانے کیا کیا بن جائیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

تعویذ کو شرک قرار دینے والا یہی خواجہ محمد قاسم وہابی ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ:

"ہمارے اہلحدیثوں میں پہلے تعویذوں کا زیادہ رواج نہیں تھا، ٹاواں ٹاواں تھا بھی تو تقریباً فی سبیل اللہ پھر جب کچھ ثقہ اور مستند قسم کے بزرگوں نے اسے انتہائی نفع بخش سمجھ کر شروع کر دیا تو ان کی دیکھا دیکھی نوجوان تعویذ کنندگان کی پوری ایک کھیپ خم ٹھونک کر میدان میں آگئی"۔

(تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۲۲ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھر جاکھ گوجرانوالہ)

تعویذ کو شرک قرار دینے والا یہی خواجہ محمد قاسم وہابی ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ:

"تعویذ کے تاجروں کے عیش ہی عیش ہیں یہ یوں مصروف العمل دکھائی نظر آتے ہیں جیسے ایم بی بی ایس ڈاکٹر۔۔۔ اس میں اہلحدیث، دیوبندی اور بریلوی کی تمیز نہیں رہی بلکہ کچھ اکابر کی مہربانی سے اہلحدیث اس میں زیادہ پیش پیش ہیں۔۔۔ یقین جانیے یہ ۹۹ فیصد ٹھگ بازی ہے"۔

(تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۱۳ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھر جاکھ گوجرانوالہ)

تعویذ کو شرک قرار دینے والا یہی خواجہ محمد قاسم وہابی ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ:

"حافظ محمد صاحب لکھوی (وہابی) نے زینت الاسلام میں اصحاب کہف کے نام کے تعویذوں کو جائز رکھا ہے مولانا محمد ابراہیم صاحب (وہابی) میر سیالکوٹی نے تفسیر سورہ کہف کے صفحہ ۶ پر اسمائے اصحاب کہف کی برکات کا عنوان باندھا ہے انہوں نے باقاعدہ اصحاب کہف والا تعویذ چھپوا رکھا تھا جو ادھر ادھر فروخت ہوتا تھا اور شاید اب بھی ہوتا ہو، نواب صدیق حسن صاحب (وہابی) فرماتے ہیں اگر داہنی ران پر آدم علیہ السلام اور بائیں ران پر حوا لکھے گا تو بھی احتلام سے بچا رہے گا"۔

اس کے بعد اپنے ان تمام ہم مسلک وہابی مولویوں کے بارے میں لکھا کہ:

"ظاہر ہے، غیر اللہ والے تعویذوں کو علماء کرام کی اجتہادی لغزش ہی کہا جا سکتا ہے یہ لغزش

نہیں تو کیا ہے کہ موحد ہوتے ہوئے شرک کو شرک نہ سمجھا جائے چونکہ یہ لوگ اصولاً اور مسلکاً موحد تھے اس لئے بندہ انہیں مشرک کہہ کر اپنی عاقبت کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا"۔

(تعویذ اور دم کتاب وسنت کی روشنی میں صفحہ ۲۰، ۲۱ مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گھرجاکھ گوجرانوالہ)

قارئین کرام دیکھا آپ نے کہ ایک مسلمان تعویذ دے تو وہ کافر اور مشرک ٹھہر جاتا ہے اور ایک وہابی تعویذ دے، اور شرک کو شرک نہ سمجھے اس کے باوجود بھی وہ موحد اور مسلمان رہتا ہے، نیز مذکورہ عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان وہابیوں کے نزدیک اگر کوئی شخص، تعویذ دینے والے وہابی پیروں اور مولویوں کو مشرک قرار دے گا تو خود اس کی عاقبت خراب ہو جائے گی، یہ ہے وہابی مذہب!

اب آپ وہابیوں کے ایک زبردست عالم جن کو یہ لوگ جھنڈے والے پیر اور شیخ العرب والعجم کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں یعنی بدیع الدین راشدی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"تعویذ کی کمائی حرام اور تعویذ لکھنے والے کو امام نہیں بنانا چاہئے"

(تعویذ وگنڈے کی حقیقت صفحہ ۵۵ مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السلفیہ لنشر التراث الاسلامی سفید مسجد سولجر بازار کراچی)

وہابیوں کے جھنڈے والے پیر صاحب کے فتوے کی رو سے مذکورہ بالا تمام وہابی پیروں اور مولویوں کی تعویذ کی کمائی حرام تھی اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز بھی خراب ہوتی رہی ہے۔

حرف آخر:

آخر میں، میں اپنے قارئین کو یہ مشورہ دوں گا کہ وہ وہابیوں سے بچیں، اس فرقہ میں اب کئی فرقے بن گئے ہیں کوئی جماعت اہل حدیث ہے تو کوئی غرباء اہلحدیث، کوئی سلفی ہے تو کوئی ثنائی کوئی اپنے کو غزنوی کہتا ہے اور کوئی راشدی، کوئی توحید نمبر ایک ہے اور کوئی توحید نمبر دو اور کوئی حزب اللہ ہے کوئی گول تاء والا جماعۃ المسلمین ہے اور کوئی بڑی تاء والا جماعت المسلمین، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان گمراہ فرقوں سے محفوظ اور مامون فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم۔

غیر مقلدین کی گمراہ کن صوفیت

علامہ مولانا سعید اللہ خان نقشبندی

قسط: اول

غیر مقلدیت ایک عظیم فتنہ ہے۔ اس فرقہ نے انگریزوں کی طاقت کے بل بوتے پر اسلام کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ اس فرقہ جدیدہ جن کی پیدائش انگریزوں کی دور میں ہوئی اور اسی زمانہ میں اس فرقہ جدیدہ نے نشو نما پائی۔ اس کی دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مشہور غیر مقلد عبد الرشید عراقی غیر مقلدوں کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کے شاگرد محمد حسین بٹالوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

لاہور میں آٹھ رکعت تراویح کی ترویج آپ ہی سے ہوئی۔

(حیات نذیر ص ۱۶۰ مطبوعہ نشریات اردو بازار لاہور طبع ۲۰۰۷ء)

اب دیکھئے لاہور میں نئے نئے احکام جاری ہو رہے ہیں:

غیر مقلد ابو محمد سلطان احمد میانوالوی لکھتے ہیں۔

مولانا مرحوم (امام غرباء اہل حدیث عبد الوہاب دہلوی) سے قبل افراد جماعت اہل حدیث اور مولانا مرحوم کے استاذ شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی برادران احناف کے ہمراہ پختہ چار دیواری عیدگاہ میں چھ تکبیروں کے ساتھ نماز عیدین ادا کرتے تھے۔

(سوانح حیات حضرت الحافظ العلامہ مولانا عبد الوہاب صاحب محدث دہلوی ص ۱۷ مطبوعہ کراچی طبع سنۃ ۱۹۷۲ء)

یعنی دہلی میں نئے احکام بارہ تکبیرات عیدین اسی امام غرباء اہل حدیث نے جاری کئے۔

اس فرقہ جدیدہ نے جو اسلام کو نقصان پہنچایا اسی نقصانات میں سے ایک اولیاء کرام رحمھم اللہ کے ساتھ دشمنی بھی ہے۔ وہ عظیم الشان صوفیہ کرام رحمھم اللہ جنہوں نے اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا

آج یہ دوٹکے کے غیر مقلدین ان ہستیوں کے بارے میں بکواسات کرتے رہتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت ان کی عزت وتوقیر فرمایا کرتے تھے۔

طبقات الحنابلہ میں ہے:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی عزت وتوقیر فرمایا کرتے تھے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اوران کے بارے میں کہا گیا کہ یہ لوگ مسجدوں میں بیٹھتے ہیں؟(ان کا کیا حکم ہے) تو آپ نے فرمایا انہیں علم نے (مسجدوں میں) بٹھایا ہے۔(طبقات الحنابلة ج۲ ص ۲۷۹)

صوفیہ کرام رحمہم اللہ وہ مبارک جماعت ہے کہ جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین جیسی جلیل القدر ہستیاں شامل ہیں۔امام ابو نعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث نے بھی ان کی شان ومنقبت میں آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء'' تصنیف کی۔جس کے شروع میں لکھتے ہیں:

احسن اللہ توفیقک فقد استعنت باللہ عزوجل واجبتک الی ما ابتغیت من جمع کتاب یتضمن اسامی جماعة وبعض احادیثهم و کلامهم من اعلام المحققین من المتصوفة وائمتهم وترتیب طبقاتهم من النساک ومحجتهم من قرن الصحابة والتابعین وتابعهم ومن بعدهم ممن عرف الادلة والحقائق وباشر الاحوال والطرائق وساکن الریاض والحدائق وفارق العوارض والعلائق وتبرا من المتنطعین والمتعمقین ومن اهل الدعاوی من المتسوفین ومن الکسالی والمتثبطین المتشبهین بهم فی اللباس والمقال والمخالفین لهم فی العقیدة والفعال۔

ترجمہ: امابعد اے مخاطب! اللہ تجھے خیر کی توفیق بخشے میں اللہ عزوجل سے مدد مانگتے ہوئے تیری فرمائش کو قبول کرتا ہوں اور یہ کتاب تالیف کرتا ہوں جو ایک برگزیدہ جماعت کے کلام اور احوال پر مشتمل ہے۔وہ جماعت امت کے صوفیاء اور ائمہ کی ہے۔جن کا ذکر خیر ان کے طبقات کی ترتیب پر ہوگا یعنی

پہلے صحابہؓ پھر تابعین پھر تبع تابعین اور پھر ان کے بعد آنے والے باصفا لوگوں کا ذکر خیر درجہ بدرجہ ہوگا۔

انہی لوگوں نے دلائل وحقائق کو جانا۔ حالات کا مقابلہ کیا۔ باغہائے بہشت کے ساکن ہوئے۔

دنیوی تعلقات اور دنیوی بکھیڑوں کو خیر باد کہا۔ طعن وتشنیع کرنے والے کھود کرید کرنے والے بلند و بانگ دعوے کرنے والے کاہلوں اور حوصلہ شکنوں محض لباس وقول کے ساتھ حلیہ بدلنے والوں اور عقیدہ ومسلک کے گمراہ لوگوں سے برأت کا اظہار کیا۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج ۱ ص ۴ مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع قاھرۃ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۶ء)

نیز محدث کبیر امام ابونعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ نے حلیۃ الاولیاء کے مقدمے میں تصوف پر بڑی بہترین تحقیق کی ہے جو ایک وہابیت شکن مقدمہ ہے۔ ہم ترتیب وار اس مقدمہ سے مختصراً بعض چیزیں پیش کرتے ہیں:

اولیاء اللہ کی علامات میں سے لکھتے ہیں:

اعلم ان الاولیاء اللہ تعالیٰ نعوتا ظاھرۃ واعلاما شاھرۃ ینقاد لموالانھم العقلاء والصالحون ویغبطھم بمنزلتھم الشھداء والنبیون وھو ما۔

ترجمہ: جان لے! اولیاء اللہ کی کچھ ظاہری صفات ہوتی ہیں اور کچھ مشہور علامات ہوتی ہیں۔ عقلاء اور صالحین ان کی محبت اور دوستی کی وجہ سے ان کے تابع فرمان ہوجاتے ہیں۔ اور ان کے بلند رتبہ پر شہداء اور انبیاء بھی رشک کرتے ہیں جیسا کہ ذیل کی حدیث میں آیا:

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج ۱ ص ۵ مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع قاھرۃ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۶ء

حدیث نسائی ج ۸ ص ۲۷۔ ابوداؤد رقم ۳۵۲۷)

ومن نعوتھم انھم المورثون جلاسھم کامل الذکر والمفیدون خلانھم بشامل البر۔

حدثنا سلیمان بن احمد حدثنا احمد بن علی الابار حدثنا الھیثم ابن خارجۃ حدثنا رشدین بن سعد عن عبداللہ بن الولید التجیبی عن ابی منصور مولی الانصار انہ سمع

عمرو بن الجموح یقول انه سمع رسول الله ﷺ یقول قال الله عزوجل ان اولیائی من عبادی واحبائی من خلقی الذین یذکرون بذکری واذکر بذکرهم۔

حدثنا جعفر بن محمد بن عمرو حدثنا ابو حصین القاضی حدثنا یحیی بن عبد الحمید حدثنا داؤد العطار عن عبدالله بن عثمان بن خثیم عن شهر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت قال رسول الله ﷺ الا اخبرکم بخیارکم قالوا بلی قال الذین اذا رؤا ذکر الله عزوجل۔

ترجمہ: اولیاء اللہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ اپنے ہم نشینوں کو ذکر کا شوق اور اس کی رغبت دلاتے ہیں اور اپنے دوستوں کو نیکی کی راہ پر لگادیتے ہیں۔

اسلیمان بن احمد، احمد بن علی الابار، ہیثم بن خارجۃ، رشید بن سعد، عبداللہ بن الولید التجیبی، ابی منصور سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرو بن الجموح کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

میرے بندوں میں سے میرے اولیاء اور میری مخلوق سے میرے محبوب بندے وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے رہتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔

جعفر بن محمد بن عمرو، ابو حصین القاضی، یحییٰ بن عبدالحمید، داؤد العطار، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، شہر بن حوشب، حضرت اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تم کو تمہارے بہترین لوگ نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں فرمایا وہ لوگ جب انہیں دیکھا جائے تو خدا کی یاد آجائے۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج ۱ ص ۶ مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع قاہرۃ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۶ء)

(مسند احمد ج ۶ ص ۴۵۹)

محدث کبیر امام ابونعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں۔

انهم المضرورون فی الاطعمة واللباس المبرورة اقسامهم عند النازلة والباس۔

ترجمہ: امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نیز ان کی صفات میں سے ہے کہ وہ کھانے پینے اور لباس واطوار میں بے حال ہوتے ہیں۔ شدت وحادثات میں اگر وہ خدا پر قسم کھالیں تو خدا ان کی قسمیں پوری فرماتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج ۱ ص ۶ مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع قاھرۃ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۶ء)

حدیث حاکم ج ۳ ص ۲۹۱۔ مشکل الاثار ج ۱ ص ۲۹۲۔ کشف الخفاء ج ۱ ص ۲۹۲۔

محدث کبیر امام ابونعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں۔

قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ومنھا ان لیقینھم تنفلق الصخور ویمینھم تنفلق البحور.

ترجمہ: امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان بزرگوں کے یقین کی طاقت سے چٹانیں شق ہوجاتی ہیں اور ان کے ہاتھ کے اشارے سے سمندر راستہ دیتے ہیں۔ (حوالہ مذکور)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی کے درد والے کان میں قرآن کی آیت پڑھی تو وہ صحیح ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے:

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ

(آیت نمبر ۱۱۵ سورہ المومن)

ختم سورت تک پڑھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص یقین کے ساتھ اس کو پہاڑ پر بھی پڑھے تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے۔

ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان عبداللہ بن احمد بن حنبل محمد بن یزید الکوفی محمد بن فضیل صلت بن مطر قدامۃ بن حماطۃ بن اخت سہم بن منجاب قدامۃ بن حماطہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سہم بن منجاب سے سنا وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی۔ ہم چلتے چلتے ایسے علاقے تک پہنچے کہ اس سے پہلے ہمارے درمیان سمند حائل تھا۔ حضرت العلاء

رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی:

یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم انا عبدک وفی سبیلک نقاتل عدوک اللھم فاجعل لنا الیھم سبیلا۔

اے علیم اے حلیم اے عالی شان اے عظمت والے ہم تیرے غلام اور بندے ہیں اور تیری راہ میں تیرے دشمن سے لڑنے نکلے ہیں۔ اے اللہ ان تک ہمارے پہنچنے کا راستہ بنا۔

راوی کہتے ہیں اس دعا سے سمندر نے ہمیں راستہ دیدیا اور ہم سمندر میں گھس گئے۔ اور پانی ہمارے گھوڑوں کی زین کو نہیں پہنچ رہا تھا۔ حتیٰ کہ ہم سمندر سے نکل کر دشمنوں تک پہنچ گئے۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج ا ص ۷۔۸ مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع قاھرۃ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۶ء)

محدث کبیر امام ابو نعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ مقدمہ کے آخر میں لکھتے ہیں۔

فقد ثبت بما روینا من حدیث معاذ بن جبل وغیرہ ان التصوف احوال قاھرۃ واخلاق طاھرۃ تقھرھم الاحوال فتاسرھم ویستعملون الاخلاق فتظھرھم تحلوا بخالص الخدمۃ فکفوا طوارق الحیرۃ وعصموا من الانقطاع والفترۃ ولا یانسون الا بہ ولا یستریحون الا الیہ فھم ارباب القلوب المتسورون بصائب فراستھم علی الغیوب المراقبون للمحبوب التارکون للمسلوب المحاربون المحروب سلکوا مسلک الصحابۃ والتابعین ومن نحی نحوھم من المتقشفین والمتحققین العالمین بالبقاء والفناء والممیزین بین الاخلاص والریاء والعارفین بالخطرۃ والھمۃ والعزیمۃ والنیۃ والمحاسبین للضمائر والمحافظین للسرائر المخالفین للنفوس والمحاذرین من الخنوس بدائم التفکر وقائم التذکر طلبا للتدانی وھربا من التوانی لا یستھین بحرمتھم الا مارق ولا یدعی احوالھم الا مائق ولا یحن الی موالاتھم الا تائق فھم سرج الافاق ولمدود الی رویتھم بالاعناق بھم نقتدی وایاھم نوالی الی یوم التلاق۔

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ تصوف احوال شاقہ اور پاکیزہ اخلاق کا نام ہے۔ احوال صوفیاء کو اپنی سختیوں اور جانفشانیوں کا اسیر بنا لیتے ہیں۔ وہ لوگ اخلاق کا علم

حاصل کرتے ہیں اور ان کو اپنی زندگی کا اسوہ بنالیتے ہیں۔حق کی خدمت خلوص کے ساتھ بجالاتے ہیں۔حیرت اور شک کے راستوں سے دور رہتے ہیں۔حق سے انقطاع اور وقفے سے محفوظ رہنے کی سعی کرتے ہیں۔حق جل شانہ کے ساتھ ہی انس حاصل کرتے ہیں۔اسی کے ساتھ آرام اور سکون پاتے ہیں پس وہ لوگ دلوں کے بادشاہ ہیں۔اپنے نورفراست کے ساتھ امور غیب میں جھانکتے ہیں۔محبوب ذات کبریاء کا مراقبہ کرتے ہیں۔حق سے منحرف شخص کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔حق کے لئے جنگ کرتے ہیں۔وہ صحابہ اور تابعین کی راہ کے راہرو ہیں۔اور ان لوگوں کے ہم سفر ہیں جو ان کی راہ پر گامزن ہیں جو ظاہر اُبد جال نہیں۔بقاء وفناء کے راز جانتے ہیں اخلاص اور ریاء کے درمیان تمیز رکھتے ہیں چھوٹے بڑے وساوس اور عزم ونیت کی باریکیوں سے آگاہ ہیں۔وہ لوگ دل کے بھیدوں کا محاسبہ کرنے والے ہیں۔رازوں کے امین ہیں۔نفوس امارہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔غور وفکر اور ذکر واذکار کے ساتھ شیطانی وسوسہ انداز سے بچتے ہیں۔قرب حق کا حصول چاہتے ہیں۔اور راہ حق کی جدوجہد میں سستی و کمزوری سے احتراز کرتے ہیں۔

ان نفوس قدسیہ کی عزت وحرمت کی اہانت دین سے عاری شخص ہی کرتا ہے۔ان کے احوال کا دعوی بیوقوف شخص کرتا ہے۔اور ان کے عقیدے کو عالی ہمت شخص اپناتا ہے۔اور ان کی دوستی کا ہاتھ مضبوط شخص پکڑتا ہے۔پس یہ لوگ آفاق کے سورج ہیں۔ان کی زیارت کے لئے گردنیں اٹھی ہوتی ہیں۔انہی نفوس قدسیہ کی ہم اقتداء کرتے ہیں اور مرتے دم تک انہی کی طرف دوستی اور محبت کا ہاتھ بڑھاتے رہیں گے۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج ۱ ص ۲۷۔۲۸ مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع قاھرۃ مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۶ء)

زبیر علی زئی وسبطین شاہ نقوی اینڈ پارٹی کے ثقہ عبدالرشید عراقی (جن کا مضمون ضرب حق سرگودھا شمارہ ۲۳ جنوری ۲۰۱۳ صفحہ ۴۴ تا ۴۸ میں چھپا ہے۔ان کے علاوہ ان کے مضامین الاعتصام، صحیفہ اہل حدیث وغیرہ وغیرہ بھی چھپتے ہیں) نیز جن کے بارے میں زبیر علی زئی کے ثقہ استاد پیر بدیع الدین

راشدی کہتے ہیں:

آپ (عبدالرشید عراقی) کے مضامین بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ شخصیات پر آپ کا تعارف بڑا عمدہ ہوتا ہے..... آپ کے مضامین میں بہت زیادہ پختگی آگئی ہے۔

(سہ ماہی مجلہ بحر العلوم شیخ العرب والعجم نمبر ص ۲۳۷ مطبوعہ جامعۃ بحر العلوم السلفیہ مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص)

نیز غیر مقلدین کے صفی الرحمن مبار کپوری اس کے بارے میں کہتا ہے:

آپ کے مضامین معلوماتی ہوتے ہیں۔ اور پڑھ کر آپ کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔

(جامعین حدیث ص ۱۳۵ مطبوعہ ادارہ تحقیقات سلفیہ)

یہ غیر مقلد عبدالرشید عراقی لکھتے ہیں:

امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ محدث مورخ اور صاحب کمال صوفی تھے۔

نیز زبیر علی زئی اینڈ پارٹی کا یہ ثقہ وہابی لکھتا ہے:

فقہ و تصوف میں بھی جامع کمال تھے۔ تصوف وسلوک سے ان کی دلچسپی خاندانی تھی۔ ان کے نانا محمد بن یوسف کا شمار مشہور اہل اللہ اور صوفیاء میں ہوتا تھا۔ اور تصوف میں ان کے صاحب کمال ہونے کا ثبوت ان کی شہرہ آفاق کتاب حلیۃ الاولیاء سے ملتا ہے۔

نیز لکھتا ہے:

حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء

یہ حافظ ابونعیم کی بہترین اور عمدہ کتاب ہے۔ مصنف نے اس میں ان صحابہ کرام تابعین عظام تبع تابعین اور مابعد ائمہ علام و متقین کا ذکر کیا ہے جو زہد و ورع اور معرفت و تصوف میں ممتاز اور صاحب کمال تھے۔ اہل سیر نے اس کتاب کی تعریف و توصیف کی ہے۔

(کاروان حدیث ص ۱۸۰۔ ۱۸۲۔ ۱۸۴ مطبوعہ نور اسلامی اکیڈمی لاہور اشاعت اول جنوری ۲۰۰۱ء)

نیز ان کے علاوہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''صفوۃ الصفوۃ'' میں امام نووی شافعی رحمۃ اللہ

علیہ نے ''بستان العارفین'' میں امام ابن الملقن نے ''طبقات اولیاء'' میں ان صوفیہ کرام رحمہم اللہ کا مقام ومرتبہ بیان کیا ہے۔ نیز ان کے علاوہ کتب طبقات بالخصوص طبقات حنابلہ میں امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ طبقات الشافعیہ میں صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے شان بیان کی ہیں۔

امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ تو باب باندھتے ہیں:

''کرامات الاولیاء ومواھبھم''

(بستان العارفین ص ۲۹۱ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت الطبعۃ السادسۃ ۲۰۰۶ء بتحقیق محمد الحجار)

صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے مقام ومرتبت پر کثیر دلائل ان شاء اللہ آگے تفصیل سے بیان کئے جائیں گے یہاں صرف ایک مستند حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

زبیر علی زئی کا شیخ الاسلام صوفیوں کی خانقاہوں میں

وہابیوں کے اور بالخصوص زبیر علی زئی کے نزدیک ان کے ایک اور شیخ الاسلام ابواسماعیل عبداللہ بن محمد الانصاری حنبلی متوفی ۴۸۱ھ جن کو ابن تیمیہ بھی شیخ الاسلام کہتا ہے چنانچہ

زبیر علی زئی کا امام، احمد بن الحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں۔

وقد احتج ابو اسماعیل الانصاری الھروی شیخ الاسلام فی کتاب الاربعین فقال باب رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ربہ لیلۃ المعراج بعینیہ رؤیۃ یقظۃ۔

(بیان تبلیس الجھمیۃ فی تاسیس بدعھم الکلامیۃ لابن تیمیۃ الجز السابع ص ۲۶۴ مطبوعہ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۶ھ بتحقیق محمد البریدی)

نیز لامذہب زبیر علی زئی بھی آپ کو شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتا ہے:

ذم الکلام جیسی لازوال کتاب کے مصنف شیخ الاسلام ابو اسماعیل الھروی رحمۃ اللہ علیہ۔

(تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات ج ۱ ص ۴۳۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور اشاعت مارچ ۲۰۰۸ء)

غیر مقلدوں کے نزدیک یہ پکے اہل حدیث تھے۔ (حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے اس لئے کہ آپ کٹر قسم کے حنبلی مقلد تھے جس کی تفصیل کے لئے فقیر ناچیز کی کتاب ''فقہ حنفی احادیث وآثار صحابہ'' کا انتظار کرے)۔

غیر مقلدوں کے ثقہ عالم محمد شاہجہان پوری متوفی ۱۹۲۰ء لکھتے ہیں۔

اسی طرح شیخ الاسلام ہروی اور علامہ صالح مقبلی اور سید محمد بن اسمعیل امیر کو جو کہ سب علماء اہل حدیث سے تھے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۴۳ مطبوعہ مکتبہ ثنائیہ اشاعت تمبر ۲۰۰۶ء)

قارئین! یہاں سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین ان کو اپنا شیخ الاسلام کہتے ہیں

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

القعود مع الصوفية فی الخانقاه۔

ترجمہ: صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے ساتھ خانقاہوں میں بیٹھنا آپ کا معمول رہا۔

(تذکرۃ الحفاظ الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ ج ۲ جز ۳ ص ۲۵۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت الطبعۃ الثانیۃ ۲۰۰۷ء وضع حواشیہ الشیخ زکریا عمیرات)

نیز اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو ''سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۵۱۴ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت الطبعۃ التاسعۃ ۱۴۱۳ھ بتحقیق شعیب الارنووط'' میں بھی نقل کیا ہے۔

انکشاف وحدت الوجود اور زبیر علی زئی کا شیخ الاسلام

زبیر علی زئی کے اس شیخ الاسلام نے اسی طرح تصوف پر ایک لازوال کتاب ''منازل السائرین'' لکھی۔ اس میں باقی حوالے تو چھوڑیئے وحدت الوجود کے قائلین اسی کتاب سے وحدت الوجود پر بھی استدلال کرتے ہیں۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کاش یہ کتاب نہ لکھتے۔

(تذکرۃ الحفاظ اصل حوالے ان شاء اللہ آگے تفصیل سے بیان کیئے جائیں گے)

زبیر علی زئی صاحب آپ نے جو اصول بنائے ہیں ان کے لئے اب تیار ہو جاؤ۔

زبیر علی زئی کے یہ شیخ الاسلام اگر صفات باری تعالیٰ میں ان کے ہم مسلک ہو تو زبیر علی زئی کے نزدیک یہ شیخ الاسلام ہو جائیں۔ لیکن ہائے زبیر علی زئی کی بدقسمتی کہ یہ کٹر قسم کے حنبلی مقلد اور زبیر علی زئی کے اصول کے مطابق گمراہ کن صوفی بھی ہیں ان کی بزعم وہابیہ گمراہ کن صوفیت کے لئے ان کی کتاب ''منازل السائرین

مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت'' جن کے حوالے ان شاء اللہ تفصیل کے ساتھ زبیرعلی زئی کے شیخ الاسلام

کے عنوان سے آئیں گے۔ تاہم ان کے تقلیدی مشرک ہونے پر ایک حوالہ نقد لیتے جایئے

چنانچہ وہابیوں کے شیخ الاسلام وحافظ الحدیث امام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد بن علی الھروی متوفی

۴۸۱ھ کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کہ وہ حنبلی ہونے کے ساتھ منبر پر اس کی وصیت بھی کرتے تھے:

انا حنبلی ما حیث وان امت فوصیتی للناس ان یتحنبلوا

ترجمہ: میں حنبلی ہوں جب تک زندہ رہوں اور جب مر گیا تو لوگوں کو میری یہی وصیت ہے کہ حنبلی ہو جائیں۔

(تذکرۃ الحفاظ الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ ج ۲ جز ۳ ص ۲۵۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت الطبعۃ الثانیۃ ۲۰۰۷ء وضع حواشیہ الشیخ زکریا عمیرات)

نیز اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشعار ''سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۵۰۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت الطبعۃ التاسعۃ ۱۴۱۳ھ بتحقیق شعیب الارنووط'' میں روایت کیا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام الحافظ الامام الزاہد کے القاب سے ان کو نوازا ہے ان کو بارہ ہزار احادیث زبانی یاد تھیں جن کو وہ فر فر سنا سکتے تھے احفظ اثنی عشر الف حدیث اسردھا سردا یہ ہے اصلی اہل حدیث لیکن ان کے مقابلے آج کل کہ یہ دو نمبری اہل حدیث جن کو آمین بالجہر رفع الیدین اور چند اختلافی مسائل پر احادیث یاد ہوتی ہیں وہ حنبلی ہونے کو شرک کہتے ہیں لیکن دوسری طرف دیکھئے کہ جن کو بارہ ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ وہ اپنے آپ بڑے فخر سے کہتے ہیں انا حنبلی میں حنبلی ہوں۔ جب تک زندہ رہوں اور جب مر گیا تو لوگوں کو میری یہی وصیت ہے کہ حنبلی ہو جائیں۔

زبیر علی زئی کے مسلکی بھائی ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی لکھتے ہیں:

حنابلہ کے بہت بڑے امام ہروی فرماتے ہیں:

من لیس بحنبلی فلیس مسلماً۔

جو حنبلی نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔

حنابلہ میں کسی شاعر نے اپنا وصیت نامہ ان الفاظ میں رقم کیا ہے:

انا حنبلی ما حییت وان امت فوصیتی للناس ان یتحبلوا

میں زندگی بھر حنبلی رہوں گا میرے مرنے کے بعد لوگوں کو یہ وصیت ہے کہ وہ حنبلی ہو جائیں۔

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں ص ۱۶۰ مطبوعہ جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ سیالکوٹ)

ان کے علاوہ کئی کتابوں میں ان غیر مقلدوں نے تقلید کی دشمنی میں اور تقلید کو برا ثابت کرنے کے لئے اسی زبیر علی زئی کے شیخ الاسلام کے اس قول کو پیش کیا ہے۔

اس لئے اس کو شیخ الاسلام کہنے سے توبہ کرو اور اپنی کتاب سے اس کو نکال دو۔ اسی طرح آپ کی کتب میں محدث کبیر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالوں کی بھر مار ہے۔ مہربانی کر کے ان سارے حوالوں سے توبہ نامہ شائع کرو۔ اور ان سارے حوالوں کو اپنی کتب سے نکالو۔ بالخصوص آپ کی کتاب ''دین میں تقلید کا مسئلہ'' جس میں تقریباً اکثر حوالے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالوں پر ٹکے ہوئے ہیں وہ یک دم زمین پر گر جائیں گے۔

بلکہ اسی زبیر علی زئی کے صوفی شیخ الاسلام کی اس کتاب کی شرح مدارج السالکین کے نام سے اسی زبیر علی زئی کے شیخین میں سے ابن القیم نے کی ہے۔

بھاگنا مت شور مت کرنا آگے اقساط میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو وہ تمام حوالے مل جائیں گے۔

جاری ہے............

دفاعِ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ مولانا عدنان احمد خان چشتی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

مسلمانوں کی اکثریت ماہ ربیع الاول میں بالخصوص اور باقی مہینوں میں بالعموم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں مختلف عبادات کا اہتمام کرتی رہتی ہے جن کا مقصد صرف شکر خدا اور رضائے خدا و مصطفی عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا حصول ہوتا ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کو مسلمانوں کا عبادات کا اہتمام کرنا ایک آنکھ نہیں بھاتا اور وہ مختلف طرح کے حیلے بہانے بنا کر ان عبادات سے روکنے کی سعیٔ نامشکور کرتے رہتے ہیں لیکن بقولِ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا پڑے خاک ہوجائیں جل جانے والے

ولادت مصطفی پر کئے جانے والے امورِ مستحبہ کو روکنے کے لئے مولوی ارشاد الحق اثری نے اپنے مقالات میں بھی ایک ایسا ہی بہانہ بنایا ہے چنانچہ مولوی صاحب جاء الحق سے یہ واقعہ لکھتے ہیں: کتاب یازدہ مجلس میں لکھا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارہویں یعنی بارہ تاریخ کے میلاد کے بہت پابند تھے۔ ایک بار خواب میں سرکار نے فرمایا کہ عبد القادر! تم نے بارہویں سے ہم کو یاد کیا۔ ہم تم کو گیارہویں دیتے ہیں۔ یعنی لوگ گیارہویں سے تم کو یاد کیا کریں گے۔ اسی لئے ربیع الاول میں عموماً میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل ہوتی ہے تو ربیع الثانی میں حضور غوث پاک کی گیارہویں۔ چونکہ یہ سرکاری عطیہ تھا، اس لئے تمام دنیا میں پھیل گیا۔ لوگ تو شرک و بدعت کہہ کر گھٹانے کی کوشش کرتے رہے مگر اس کی ترقی ہوتی گئی۔ (جاء الحق، جلد اول، صفحہ 227)

نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غلط، بدترین قسم کا جھوٹ اور نفس الامر کے بالکل منافی ہے۔ اس کے غلط ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ غوث پاک نے تو فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت میں

محرم الحرام میں ہوئی ہے لہٰذا غوثِ پاک بارہویں کیسے مناتے تھے جبکہ ان کے نزدیک تو ولادت محرم الحرام میں ہے لہٰذا مذکورہ خواب جھوٹا ہے (مقالات جلد ۲ کے صفحہ ۳۲۴ تا ۳۲۷)

اس پر ہم چند اعتبار سے گفتگو کریں گے۔

اولاً تو اثری صاحب اینڈ کمپنی سے ہمارا سوال ہے کہ کیا تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دس محرم الحرام کو مانتے ہو اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ جبکہ تمہارے حکیم صادق سیالکوٹی نے لکھا کہ ''شاہ صاحب کے ارشادات چونکہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں کتاب وسنت کے مطابق ہیں'' (ارشاداتِ شیخ عبد القادر جیلانی، صفحہ ۹ مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ)

سیالکوٹی کے بقول قرآن وحدیث سے ماخوذ اس قول کو ترک کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اور تمہارے جتنے غیر مقلدین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دس محرم کا انکار کیا ہے ان کے بارے میں اس قرآن وحدیث سے ماخوذ قول کو رد کرنے کا کیا حکم ہے؟ اثری صاحب یہ گتھی جب آپ سلجھائیں گے تو مفتی صاحب پر کئے گئے اعتراض پر آپ کو خود بخود شرم محسوس ہوگی۔

قارئین کرام مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جو اعتراض اثری صاحب نے کیا ہے اس کی ساری بنیاد اس بات پر ہے کہ غوث پاک کے نزدیک تو تاریخِ ولادت دس محرم ہیں حالانکہ ہم اہل سنت پر یہ اعتراض کہ مفتی صاحب نے غوث پاک کا بارہویں منانا لکھا ہے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہمارے نزدیک غنیۃ الطالبین کی حقیقت کیا ہے اس کا جواب بارہا ہمارے علماء دے چکے ہیں لیکن وہابیوں کو بہانہ چاہیے مسلمانوں کے اعمالِ صالحہ چھڑوانے کا اس لئے یہ واویلا کیا گیا ہے۔ سردست غنیۃ الطالبین کے متعلق چند حوالے پیش ہیں چنانچہ امام اہل سنت سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجرد ہے۔ اور امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین عذاب نے الحاق کر دیا ہے، فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں: وایاک ان تغتر بما وقع فی الغنیۃ لامام العارفین و قطب الاسلام والمسلمین الاستاذ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ دسہ علیہ فیھا من

سینتقم اللہ منہ و الا فھو بریء من ذلک۔ یعنی خبردار دھوکا نہ کھانا اس سے جو امام اولیاء سردارِ اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی غنیۃ میں واقع ہوا کہ اس کتاب میں اسے حضور پر افتراء کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اس سے بدلہ لے گا، حضرت شیخ رضی اللہ تعالی عنہ اس سے بَری ہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۹، ص ۲۲۲)

مولوی صاحب اگر اپنے ممدوح علامہ عبد الحی لکھنوی (جن کی حق گوئی کی تم نے خوب تعریف کی ہے) کی عبارت ہی پڑھ لیتے تو مفتی صاحب کی بات پر اعتراض کرنے کی ہمت نہ ہوتی سرِ دست علامہ لکھنوی کے تاثرات ملاحظہ کیجئے چنانچہ اثری صاحب کے ممدوح عبد الحیٔ لکھنوی فرماتے ہیں:

و حاصلہ: انہ لم یثبت ان "الغنیۃ" من تصانیفہ و ان اشتھر انتسابھا الیہ۔ یعنی اگرچہ غنیۃ الطالبین کا شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کی تصنیف ہونا مشہور ہے لیکن یہ ثابت نہیں ہے کہ یہ آپ کی ہی تصنیف ہے۔ (الرفع والتکمیل، ص ۱۷۲)

(۳) علامہ عبد العزیز پرہاروی نے بھی فرمایا کہ غنیۃ الطالبین کی نسبت غوث اعظم کی طرف صحیح نہیں ہے نیز اس میں موضوع روایات بکثرت موجود ہیں۔

محترم قارئین غنیۃ الطالبین میں تحریفات و الحاقات کا یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ جی ہاں آپ کو حیرت ہوگی یہ سن کر کہ وہابیوں نے غنیۃ الطالبین شائع کی ہے جس میں بیس تراویح کو تحریف کر کے آٹھ کر دیا ہے جبکہ اس کے قدیم نسخوں میں بیس تراویح ہی کا ذکر ہے۔ قارئین کرام مندرجہ بالا حقائق کے بعد آپ جان گئے ہوں گے کہ اثری صاحب کے اعتراض کی کیا حقیقت ہے۔

(۴) مولوی مبشر حسین لاہوری غیر مقلد نے بھی ابن کثیر کے حوالے سے اس میں موضوع روایات کا اقرار کیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم، ص ۲۰، نعمانی کتب خانہ لاہور)

(۵) زبیر علی زئی نے لکھا مروجہ غنیۃ الطالبین کے نسخے کی صحیح و متصل سند میرے علم میں نہیں ہے اس کتاب میں ضعیف اور موضوع روایات بھی موجود ہیں۔ (فتاویٰ علمیہ)

اثری صاحب امید ہے سمجھ آگئی ہوگی کہ قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ولادتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دس محرم کا اعتبار کیوں نہیں فرمایا۔

قارئین کرام جیسا کہ ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ یہ صرف بھولے بھالے سنیوں کو دھوکا دینے کی سازش ہے ورنہ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان وہابیوں کو نہ تو کوئی عقیدت ہے اور نہ ہی کوئی واسطہ۔ اگر انہیں واقعی آپ سے محبت ہے تو ہم ذیل میں اسی کتاب غنیۃ الطالبین سے چند مثالیں تحریر کرتے ہیں جن کا یہ غیر مقلد نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ ان پر عمل کرنے والوں پر طرح طرح کے فتوے بھی داغتے رہتے ہیں۔

(۱) سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے جیسا کہ مبشر حسین لاہوری نے بھی تسلیم کیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم، ص ۲۶)

جبکہ وہابیوں کے نزدیک تقلید شرک اور ناجائز وحرام ہے۔ جس کا بین ثبوت ان کی کتابیں اور رسائل ہیں بلکہ اثری نے مقالات جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ پر لکھا کہ "تقلید نام ہے جہالت کا، لاعلمی اور ناواقفی کا"۔ سنیوں ہوش کرو یہ غیر مقلدین در پردہ تمام اولیاء (جو کہ مقلدین ہیں) بلکہ سید الاولیاء غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسا بغض وعناد رکھتے اور کیسی تبرابازی کرتے ہیں۔

(۲) غوثِ پاک وسیلہ نبوی کے قائل اور اس کی ترغیب دلانے والے جیسا کہ فرماتے ہیں:

ویتوسل الی اللہ تعالٰی یصاحب الشهر محمد صلی اللہ علیه وسلم۔ یعنی اور یہ مہینہ (شعبان) جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے ان کا وسیلہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرے۔ (غنیۃ الطالبین جلد ۱ صفحہ ۳۴۲) اسی طرح کئی جگہ وسیلے کا ذکر کیا ہے۔ غیر مقلدوں کو وسیلے سے کس قدر چڑ ہے یہ سب جانتے ہیں۔

(۳) غوثِ پاک مُردے کو تدفین کے بعد تلقین کرنے کا فرماتے ہیں (غنیۃ الطالبین جلد ۲ صفحہ ۲۲۴) ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا اثری صاحب اینڈ کمپنی غوثِ پاک کے اس فرمان کو بھی تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟

(۴) دین دار اور نیک سیرت لوگوں کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا مستحب ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۴۰) (غنیۃ الطالبین مترجم، ص ۸۴)

جی اثری صاحب! تمہارے مذہب میں بھی کیا ایسا کرنا مستحب ہے یا معاذ اللہ غوثِ پاک کے لئے بھی

وہی شرک و بدعت کی گردان پڑھو گے؟

(۵) غنیۃ الطالبین صفحہ ۵۳ پر ہے کہ جن باتوں میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے اور اس میں اجتہاد کیا جاسکتا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد کا نبیذ پینا، اسی طرح ان کے مذہب کے مطابق بالغہ کا بغیر اذن ولی نکاح کرنا درست ہے تو اب امام احمد اور امام شافعی رحمہا اللہ کے مقلدین کا (حنفی) کو ان باتوں سے روکنا درست نہیں کیونکہ امام احمد رحمہ اللہ نے مروزی کی روایت میں فرمایا کہ کسی فقیہ کے لئے روا نہیں کہ وہ لوگوں کو اپنے مذہب پر مجبور کرے یا سختی کرے۔ (غنیۃ الطالبین جلد ا صفحہ ۱۱۶)

(۶) غنیۃ الطالبین میں ہی لکھا ہے کہ قرآن مجید اور اسمائے الٰہیہ سے تعویذ کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ الطالبین جلد ا صفحہ ۹۲)

ہم اثری اینڈ کمپنی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یا تو ان مندرجہ بالا مسائل نیز ایسے ہی بے شمار مسائل جو غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب (جس کی شرح تمہارے امام ابن تیمیہ نے کی ہے) کے قائل ہو جاؤ یا پھر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر دھوکا دینا چھوڑ دو۔

اثری صاحب نے مقالات جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ پر لکھا کہ میلاد تو شاہ اربل نے ۶۰۴ھ سے پہلے شروع کیا تھا اور حضرت جیلانی کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا تو جو چیز شروع بعد میں ہوئی حضرت پیرانِ پیر اس کے عامل کیسے ہو سکتے ہیں۔ اثری صاحب اپنی عقل و دانست پر کفِ افسوس ملیں کیونکہ اگر آپ بارہویں کی حقیقت و اصل پر غور کر لیتے اور جن مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اعتراض کیا ہے ان ہی کی کتاب سے میلاد شریف کا معنی و مطلب بھی پڑھ لیتے تو شاید آرام ہو جاتا اور مفتی صاحب پر اعتراض کی ہمت نہ رہتی چنانچہ مفتی صاحب فرماتے ہیں

''میلاد شریف کی حقیقت ہے حضور ﷺ کی ولادت پاک کا واقعہ بیان کرنا، حمل شریف کے واقعات، نورِ محمدی کی کرامات، نسب نامہ یا شیر خوارگی اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پرورش حاصل کرنے کے واقعات بیان کرنا اور حضور ﷺ کی نعت پاک نظم یا نثر میں پڑھنا سب اس کے تابع ہیں۔ اب واقعہ ولادت خواہ تنہائی میں پڑھو یا مجلس جمع کر کے پڑھو اور نظم میں پڑھو یا نثر میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر جس طرح بھی ہو اس کو میلاد شریف کہا جائے گا'' (جاء الحق جلد اول، صفحہ 230)

اب بتایئے اثری صاحب جس عقدہ کو تم لاینحل قرار دے رہے تھے اس کی حقیقت کتنی ہے۔ مفتی صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے لیکن وہ تمہارے مذہب کے خلاف تھا اس لئے تم نے خواہ مخواہ اعتراض کیا جو کہ تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور پایا گیا اب ایک عقدہ حل کرنے کا مطالبہ ہم آپ سے کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل سلفی نے لکھا کہ ''مولانا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت فداہ ابی وامی سخت قسم کے وہابی تھے'' (تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی صفحہ ۲۹۵ مکتبہ محمدیہ) جبکہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۷ پر غیر مقلدین کو وہابی کہنے کو سب وشتم قرار دیا ہے جو لقب تمہارے لئے گالی ہو وہ اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کس سینہ زوری سے استعمال کرتے ہو۔

اثری نے بھی مقالات جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ پر وہابی ہونے سے بیزاری کا اظہار کیا ہے مزید لکھا ہے کہ دراصل مقلدین حضرات ایک خاص ذہنی تحفظ کے تحت ایسا کرتے ہیں اور معہود ذہنی یہ ہے کہ اہل حدیث کو بھی ایک امتی کی طرف منسوب کر دیا جائے تا کہ دوسروں کو طعنہ نہ دے سکیں۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

اثری صاحب وہابی کا معنی آپ بھی سمجھتے ہیں کہ ابن عبدالوہاب نجدی سے منسوب شخص کو کہتے ہیں لغت میں بھی اس کا یہی معنی ہے۔ اب جبکہ وہابی تمہارے نزدیک بُرا اور سبّ وشتم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک امتی کی جانب منسوب ہونا ہے تو بتایئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تم لوگوں نے ابن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب کر دیا۔ (معاذ اللہ)

سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

اثری صاحب آپ کے حکیم سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ صحابہ اصل اہل حدیث تھے۔ (جماعتِ مصطفی صفحہ ۱۷) جبکہ مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریزوں سے وہابیوں کا نام اہلِ حدیث منظور کروایا۔ (حیات ثناء اللہ امرتسری)

جو نام انگریزوں نے وہابیوں کے لئے ہندوستان میں منظور کیا بھلا اس کا اطلاق چودہ سو سال پہلے صحابہ کرام پر کیسے کیا جا سکتا ہے۔

حدیثِ نجد سے شیخ نجدی کا تعاقب

گرے پڑے لوگ (قسط اول) (متعلم) محترم ابوعائش قادری

اللہ رب العزت اپنی سچی کتاب میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔ (سورۂ ال عمران: ۱۰۲)

معلوم ہوا کہ ایمان پر خاتمہ ہی اس زندگی کا حاصل ہے۔ کیونکہ رب قدیر نے ضرور بالضرور اپنے بندوں سے رزق کا وعدہ فرمایا ہے مگر ایمان پر خاتمہ کا کوئی وعدہ نہیں۔ اسلئے ایک مسلمان کو سب سے زیادہ فکر اپنے ایمان کی سلامتی اور اس نعمتِ بے بہا کو سلامتی کیساتھ اس دنیا سے لیجانے کی فکر ہونی چاہئے۔

یقیناً اچھے اعمال جیسے نماز روزہ زکوٰۃ وصدقات اور دیگر اعمال صالحہ بھی کام آنیوالے ہیں، لیکن اگر ایمان ہی سلامت نہ رہا تو گویا سب کچھ کما کر ضائع کر دیا۔ اسلئے اعمال صالحہ کی کوششوں کیساتھ ساتھ ایمان کی سلامتی کی فکر بھی لازم ہے۔

گمراہ فرقوں کی نشاندہی پر صحیح احادیث:

ایمان کی سلامتی کیلئے ان باتوں اور فتنوں کا جاننا ضروری ہے جن سے ایمان کے زائل ہونے کا اندیشہ ہے:

اللہ عزوجل اپنے بندے حضرت حذیفہ بن الیمان سے راضی ہو جنہوں نے ہمارے لئے ایک روشن مثال قائم کر کے خود ہی اس فکر کے تحت ایمان کی سلامتی کا ذہن بنانے کا سامان کیا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ:

کان الناس یسالون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الخیر و کنت اسالہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا

اس خوف سے کہ کہیں میری ذات میں شر نہ پیدا ہو جائے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازا تو کیا اس خیر کے بعد شر کا زمانہ ہوگا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (نعم وفیہ دخن) ہاں ایسا ہوگا لیکن اس خیر میں کمزوری ہوگی۔

میں نے پوچھا (ومادخنہ) وہ کمزوری کیا ہوگی؟

فرمایا (قوم یھدون بغیر ھدی، تعرف منھم وتنکر)

کچھ لوگ ہونگے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے، انکی بعض باتیں اچھی ہونگیں لیکن بعض میں تم برائی دیکھو گے۔

میں نے پوچھا (فھل بعد ذلک الخیر من شر؟) کیا پھر اس خیر کے بعد کوئی شر کا دور آئیگا؟

فرمایا (نعم، دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا)

ہاں جہنم کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہونگے، جو انکی بات مان لے گا وہ اس جہنم میں انہیں جھونک دیں گے۔

(قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفھم لنا؟)

میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انکی کچھ صفات بیان کیجئے؟

فرمایا (ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا) وہ ہمارے ہی جیسے لوگ ہونگے اور ہماری ہی زبان عربی بولیں گے۔

عرض کرتے ہیں (فما تامرنی ان ادرکنی ذلک؟) پھر اگر میں ان فتنہ گروں کا زمانہ پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم کرینگے؟

فرمایا (تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم) کہ اسوقت مسلمانوں کی جماعت اور انکے امام کیساتھ رہنا۔

عرض کرتے ہیں (فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام؟) اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ انکا کوئی

امام ہو تو پھر کیا کروں؟

فرمایا (فاعتزل تلک الفرق کلھا ولو ان تعض باصل شجرة حتیٰ یدرکک الموت وانت علیٰ ذلک) پھر ان تمام (گمراہ فرقوں) سے الگ ہو کر خواہ تمہیں جنگل میں جا کر درختوں کی جڑیں چبانی پڑیں یہانتک کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔

(۱) صحیح بخاری کتاب الفتن باب: کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ رقم الحدیث: ۷۰۸۴۔(۲) سنن ابن ماجہ کتاب الفتن، باب العزلۃ رقم الحدیث: ۱۷۷۷۔

عربی زبان والے ہر گمراہ اور عربی لب و لہجے کے دھوکہ میں مت آنا:

کنز العمال میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

(سیکون فی امتی اختلاف و فرقة ۔۔۔ یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منه فی شئی، من قتلهم وفی لفظ قاتلهم کان اولیٰ باللہ منهم)، فقیل (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفهم لنا نعرفهم!) قال (هم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا) قیل (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماسیماهم؟) قال (التحلیق رواہ ابن جریر۔

عنقریب میری امت میں بڑا اختلاف اور تفریق ہوگی، (اسی زمانے میں ایک قوم ہوگی) جو لوگوں کو کتاب اللہ (دین اور قرآن) کی طرف بلائے گی لیکن انکا اس دین اور قرآن سے کوئی واسطہ نہ ہوگا، وہ شخص جس نے انکو قتل کیا اور ایک روایت میں جس نے ان سے قتال کیا کا لفظ بھی ہے، وہ اللہ کی بارگاہ میں بہت قریب ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی اور باتیں بیان کیجئے تاکہ ہم (اور ہماری آنیوالی نسلیں) انہیں پہچان لیں فرمایا وہ ہمارے ہی جیسے لوگ ہونگے اور ہماری ہی زبان عربی بولیں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انکی کوئی خاص علامت بیان کیجئے۔ فرمایا وہ لوگ بکثرت سر منڈاتے ہونگے۔

(۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: مولف علی بن حسام الدین المتقی الھندی کتاب: الفتن من قسم الافعال، باب: تتمۃ فتن الخوارج، جز ۱۱ ص: ۱۴۳۵۳ رقم الحدیث: ۳۱۵۹۹، مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ۔

(نوٹ: وہابی فرقے کی ایک اہم نشانی یہ ہے کہ یہ لوگ بکثرت سر منڈاتے ہیں، نیز عرب کے خطہ نجد

سے تعلق کی بناء عربی زبان سے تعلق رکھتے ہیں، اور قرآن کی آڑ میں اپنے باطل عقائد و نظریات کی نشرو اشاعت کا بہت اہتمام کرتے ہیں اسلئے قوی دلائل یہی ہیں کہ یہی لوگ اس حدیث کے مصداق ہیں۔)

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سبب اہل عرب سے محبت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے سبب سے گستاخ اہل عرب سے نفرت کی:

(الا من احب العرب فبحبی احبھم و من ابغض العرب فببغضی ابغضھم) سنو! جو شخص اہل عرب سے محبت کرتا ہے تو وہ میری محبت میں ایسا کرتا ہے اور جو اہل عرب سے نفرت کرتا ہے تو اسکا باعث مجھ سے بغض رکھنا ہے۔ رواہ مستدرک حاکم جلد ا ص ۳۷۔

(مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ مولف شارح بخاری امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ متوفی ۹۲۳ھ، فصل: نسب شریف باب: بہترین زمانہ اور بہترین گھرانہ، جلد ا ص ۷۵، مطبوعہ فرید بک اسٹال مترجم علامہ محمد صدیق ہزاروی)

حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ دعا کرتے ہوئے فرمایا:

(اللھم لا یدرکنی زمان او لاتدرکوا زمانا لا یتبع فیہ العلیم و لا یستحی فیہ من الحلیم قلوبھم قلوب الاعاجم والسنتھم السنۃ العرب)

اے اللہ! میں ایسا دور کبھی نہ پاؤں اور تم بھی نہ پاؤ جسمیں اہل علم کی پیروی نہ کی جائے بردبار لوگوں سے شرم نہ کی جائے، جنکے دل عجمیوں کی طرح اور زبانیں اہل عرب کی طرح ہوں۔

(مسند احمد مترجم، باب: مسند الانصار رقم الحدیث: ۲۳۲۶۷ جلد ۱۰ ص ۶۴۴ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

ایک اور روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

(سیکون بعدی ائمۃ لا یھتدون بھدیی و لا یستنون بسنتی وسیقوم رجال قلوبھم قلوب شیاطین فی جثمان انسان) فقلت: کیف اصنع ان ادرکنی ذلک؟ قال (اسمع للامیر الاعظم وان ضرب ظھرک واخذ مالک) رواہ ابن عساکر۔

میرے بعد ایسے حکام ہونگے جو میری تعلیمات پر عمل نہیں کریں گے میری سنت کی اتباع نہیں کریں گے۔ کچھ (لوگ) انکے خلاف کھڑے ہونگے انکے دل شیاطین کے دل ہونگے انسانی جسم میں۔ میں

نے عرض کی اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ تو ارشاد فرمایا: (مسلمانوں کے) بڑے امام کی پیروی کرو اگر چہ تمہاری پیٹھ توڑ دی جائے اور تمہارے مال پر قبضہ کر لیا جائے۔

(۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: مولف علی بن حسام الدین المتقی الھندی کتاب: الفتن من قسم الافعال، باب: فصل فی متفرقات الفتن، جز ۱۱ص: ۱۴۳۴ رقم الحدیث: ۳۱۳۰۵، مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ۔

قارئین کرام! ہمارے پیشوا یہ صحابہ کرام نیت کے سچے، لگن کے پکے، اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پہ یقین محکم رکھتے تھے۔

تب ہی دیکھئے کہ ایمان کی سلامتی کے ان سچے طلب گاروں میں سے ایک طلبگار یعنی حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پھر اس قدر قربت اور پذیرائی ملی کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو تا قیامت رونما ہونیوالے ہر فتنہ سے متعلق ایسا باخبر بنا دیا کہ خود آپ رضی اللہ عنہ تحدیث نعمت کے طور پر یہ بیان کرتے تھے۔

قیامت تک پیدا ہونے والے ہر فتنے سے باخبر صحابی:

عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ قال (مامن صاحب فتنۃ یبلغون ثلاثماءۃ انسان الا ولو شئت ان اسمیہ باسمہ واسم ابیہ ومسکنہ الیٰ یوم القیامۃ کل ذالک مما علمنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالوا باعیانہا قال او اشباہہا یعرفہا الفقہاء او قال العلماء انکم تسالون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الخیر واسالہ عن الشر ونسالونہ عما کان واسالہ عما یکون)

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم ہونے تک ہر وہ صاحب فتنہ جنکی تعداد تین سو تک پہنچے گی اگر میں چاہوں تو ہر فتنہ کا نام جسکے قائد سے منسوب ہوگا، اسکے باپ کا نام اور اسکے علاقہ کا نام لیکر بتا سکتا ہوں۔ یہ سب میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی خیرات سے مجھ کو یہ علم ملا ہے انکے اعیان (ساتھیوں) اور انکے اشباہ (ملتے جلتے فرقوں) جنھیں فقہاء یا علمائے حق جانتے ہیں۔ بیشک تم لوگ تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر کی بابت پوچھتے تھے جبکہ میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا، تم لوگ وہ پوچھتے

تھے جو گزر چکا ہے اور میں وہ پوچھتا تھا جو ہونیوالا ہے۔

(۱) کتاب الفتن لنعیم بن حماد المروزی ابوعبداللہ رقم الحدیث: ۱۶ امکتبۃ التوحید القاھرۃ سنہ طبعہ ۱۴۱۲ھ،

(۲) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: مولف علی بن حسام الدین المتقی الھندی کتاب: الفتن من قسم الافعال فصل فی متفرقات الفتن جز۱۱ ص ۱۴۳۳ رقم الحدیث: ۳۱۲۹۳، مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ

قربان جایئے ان شخصیات پر کہ انکے اندر دین اسلام اور مسلمانوں کیساتھ خیر خواہی کا کیسا عظیم جذبہ تھا۔ جسکی بدولت آج ہمیں بھی ان فتنوں کا علم اور ان فتنہ گروں کی نشانیاں، اور ان سے بچاؤ کی باتوں کا علم اور اس فقہ تک رسائی مل رہی ہے کہ جن سے ہم اپنے ایمان کی سلامتی کا سامان کر سکیں۔

اس امت میں ایک فتنہ بے ادب گستاخ قرآن پڑھنے والوں کا ہوگا:

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر (ان فی امتہ قوما یقرون القرآن ینثرونہ نثر الدقل یتاولونہ علی غیر تاویلہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں ایک قوم کا فتنہ ہوگا جو قرآن کو اس طرح پھیلائے گی یا پھینکے گی جیسے ردی کھجور پھینکی جاتی ہے (یعنی قرآن کی کوئی تعظیم اور رتبہ نہ جانیں گے بلکہ اسے عام اوراق اور کتابوں کی طرح پھینکا کرینگے) اور اس قرآن سے وہ تاویلیں (غلط عقیدے اور باتیں) نکالیں گے جو خود قرآن کے خلاف ہونگیں۔

عن حذیفۃ (قوم یکونون فی ھذہ الامۃ یقرون القرآن ینثرونہ نثر الدقل لا یجاوز تراقیھم تسبق قراتھم ایمانھم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں ایک قوم ایسی نکلے گی جو قرآن بہت پڑھے گی اور قرآن کو اس طرح پھیلائے گی یا پھینکے گی جیسے ردی کھجور پھینکی جاتی ہے، اس قرآن کا نفع انکی حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور انکی قرآن کی قرات انکے ایمان کو بھی پیچھے چھوڑ دے گی۔

(۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: مولف علی بن حسام الدین المتقی الھندی کتاب: الفتن من قسم الافعال، باب: تتمۃ فتن الخوارج الفتن جز۱۱ ص ۱۴۵۱ رقم الحدیث: ۳۱۵۸۱، ۳۱۵۸۲ مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ۔

اس امت میں ایک فتنہ شرک کا الزام لگانے والوں کا بھی ہوگا:

حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(ان ما اتخوف علیکم رجل قراء القرآن حتیٰ اذا رویت بھجتہ علیہ و کان ردءًا اللاسلام غیرہ الیٰ ماشاء اللہ فانسلخ منہ، ونبذہ وراء ظھرہ، وسعیٰ علیٰ جارہ با لسیف، ورماہ با لشرک) قال: قلت یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایھما اولیٰ با لشرک المرمی او الرامی؟ قال(بل الرامی)

مجھے تم پر اس شخص کا خوف ہے جو قرآن پڑھے گا حتیٰ کہ اس پر قرآن کی رونق آجائیگی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہوگی تو اسے اللہ جدھر چاہے گا پھیر دیگا وہ اسلام کی چادر سے نکل جائیگا اور اسے پس پشت ڈال دیگا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کر دیگا اور اس پر شرک کے طعنے ماریگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ان دونوں میں شرک کا زیادہ حقدار کون ہوگا؟ جس پر شرک کا الزام لگایا گیا وہ یا جس نے شرک کا الزام لگایا وہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ شرک کا الزام لگانے والا ہی شرک کا زیادہ حقدار ہوگا۔

(۱) صحیح ابن حبان، کتاب العلم، باب: ذکر ما کان یتخوف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی امتہ جدال المنافق، ص ۸۲ رقم الحدیث: ۸۱، مطبوعہ دار المعارف بمصر۔

(۲) رواہٗ البزار لابوبکر احمد بن عمرو البصری، وقال اسنادہ حسن، باب: مسند حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنھما، رقم الحدیث: ۲۷۹۳، جلد ۱ ص ۴۲۷۔

(۳) التاریخ الکبیر لامام بخاری، جلد ۴، ص: ۱۱۲، رقم الحدیث: ۲۹۰۷۔

(۴)) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: مولف علی بن حسام الدین المتقی الھندی کتاب: الاخلاق من قسم الافعال، باب: کلمات الکفر جز ۳ ص ۴۴۲، رقم الحدیث: ۸۹۸۵ مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ۔

(۵) تفسیر ابن کثیر سورہ اعراف: تحت رقم الآیۃ ۱۷۵۔ (والحدیث نقلہ ابن کثیر فی التفسیر (۳: ۵۹۴) عند تفسیر قولہ تعالیٰ (واتل علیھم نبا الذی اتیناہ آیتنا فانسلخ منھا) (الآیۃ: ۱۷۵) من سورۃ الاعراف۔ فقال ابن کثیر: فقد ورد فی معنی ھذہ الآیۃ حدیث رواہ الحافظ ابویعلی الموصلی فی مسندہ، حیث قال: حدثنا محمد بن مرزوق حدثنا محمد بن بکر عن الصلت بن بھرام حدثنا الحسن)) الی آخر الحدیث الذی ھنا۔ ثم قال ابن کثیر: ھذا اسناد جید۔ والصلت بن بھرام کان من ثقات الکوفیین، ولم یرم بشئی سوی الارجاء، وقد وثقہ الامام احمد بن حنبل ویحی بن معین وغیرھما۔

وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (۱: ۱۸۷۔۱۸۸) مختصراً جداً، وقال: رواه البزار واسناده حسن، فلم يذكر رواية ابي يعلى المطولة التي هنا، مع انها من الزوائد على شرطه۔ ولعلها في موضع آخر من كتابه، لم اجدها بعد طول البحث)

اسی مضمون سے مطابقت رکھتی ایک اور حدیث مبارکہ جسے امام طبرانی نے معجم کبیر اور صغیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہ وسلم (اخوف ما اخاف علی امتی ثلاث: رجل قراء كتاب الله حتی اذا رويت عليه بهجته و كان عليه رداء الاسلام اعاره الله تعالی اياه اخترط سيفه فضرب به جاره و رماه بالشرك) قيل يارسول الله صلی اللہ علیه وآلہ وسلم! الرامی احق به المرمی؟ قال (الرامی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پہ تین (گمراہ) آدمیوں کا خوف ہے (جن میں سے ایک وہ ہوگا) جو کتاب اللہ کی تلاوت کرے گا۔ یہاں تک کہ جب اس (قرآن) کا حسن اس پر ظاہر ہوگا اور اس پر اسلام کی چادر ہوگی، اللہ تعالیٰ اسکو اسکے حق میں عار کا سبب بنادے گا وہ تلوار ہاتھ میں لیکر اپنے پڑوسی کو قتل کردے گا اور اس پر مشرک ہونے کا الزام لگائے گا۔ پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (شرک کا) الزام لگانے والا اس (شرک) کا زیادہ حقدار ہوگا یا جس پر الزام لگایا گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا الزام لگانے والا شرک کا زیادہ حقدار ہوگا۔

(۱) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد لامام نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی کتاب: الخلافۃ باب: لا طاعۃ فی معصیۃ، رقم الحدیث: ۹۱۵۹ جلد: ۵ ص: ۴۱۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت طبعہ سنہ ۱۴۱۲ھ

(۲) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: مولف علی بن حسام الدین المتقی الھندی کتاب: الفتن من قسم الافعال، باب: فصل فی متفرقات الفتن، جز ۱۱ ص: ۱۴۳۷ رقم الحدیث: ۳۱۳۶۲، مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ۔

(جاری ہے)

عنقریب شائع ہونے والی کتاب

